میں حیرت سے مہر خدا بخش کے چہرے پر دیکھ رہا تھا، جہاں رعب و دبدبہ کے ساتھ سکون پھیلا ہوا تھا۔ اس نے ہماری روداد بڑے تحمل سے سنی تھی اور پھر چند لفظوں میں اپنی اُن رسائیوں کے بارے میں آگاہ کر دیا' جس نے مجھے گھما کر رکھ دیا تھا۔ بظاہر بے ضرر دکھائی دینے والا مہر خدا بخش اندر سے کتنا گہرا' خطرناک اور طاقتور شخص ہے میں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ ساحل پہ کھڑے ہو کر سمندر کے بارے میں اتنا علم تو ضرور ہوتا ہے کہ اس میں گہرائی ہے لیکن کتنی گہرائی ہے' اس بارے میں فقط اندازہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ سمندر سے اگر دوستی ہو جائے تو وہ بے تحاشا نواز دیتا ہے' اپنے سینے پر تیرنے کا اذن دینے پر اپنی ساری وسعت بخش دیتا ہے لیکن اگر دشمنی پر اتر آئے تو اپنے اندر اٹھنے والے طوفانوں میں مار کر یوں گم کر دیتا ہے کہ وجود کو زمین ہی نصیب نہیں ہوتی' جسپال کے سوال پر اس کی خاموشی سے میرے وجود میں تجسس پھوٹ پڑا تھا۔ تبھی اس نے بڑے دھیمے سے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں صرف مہر خدا بخش ہوں اور میرے ذمے محض یہاں کی رکھوالی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ رہی یہ بات کہ میں یہ سب کچھ کیسے جانتا ہوں تو یہ اس جدید دور میں اتنی حیرت انگیز بات نہیں۔ یہ تو چند جدید آلات کا معمولی سا کھیل ہے۔''

''میں سمجھا نہیں مہر صاحب۔'' میں نے کہا تو مجھے احساس ہوا کہ میرا لہجہ لاشعوری طور پر مودب ہو گیا ہے۔ اس کی شخصیت نے مجھے اندر سے مودب کر دیا تھا۔

''یار جدید دور کی ایجاد یہ آلات..... جیسے یہ کمپیوٹر' اب اس سے بندہ جو چاہے اور جیسا چاہے فائدہ لے لے..... اب یہ اس آلے کو استعمال کرنے کی سمجھ بوجھ اور نیت پر منحصر ہے کہ وہ اس سے کیا اور کیسا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔''

''تو کیا یہاں انٹرنیٹ بھی ہے؟'' جسپال نے یوں سوال کیا جیسے وہ حیرت کی آخری حدوں کو چھو رہا ہو۔

''اس سے بھی آگے کی بہت ساری چیزیں۔'' یہ کہہ کر وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔ اس کا لہجہ بہت حد تک دوستانہ ہو گیا تھا۔ تبھی جسپال نے پوچھا۔

''مگر لگتا نہیں ہے کہ ہو سکتا ہے؟'' اس کے یوں کہنے پر مہر خدا بخش نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

''یہ جو انسان ہے نہ' یہ ہونے اور نہ ہونے کے درمیان ہی بھٹکتا رہ جاتا ہے۔ ہونے کو کیا نہیں ہو سکتا' اسے چھوڑو.....'' یہ کہہ کر وہ چند لمحے خاموش رہا' پھر گویا ہوا۔ ''آج شام تم لوگ میرے گوپے پر آ کر چائے پیو گے۔''

''لیکن میں چاہوں گا کہ مجھے کسی طرح یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔'' جسپال نے تیزی سے کہا۔

''کہاں جاؤ گے؟'' مہر خدا بخش نے پوچھا۔

''یہیں پاکستان میں کہیں کسی نزدیکی شہر میں' وہاں سے میں اپنے سفارت خانے سے رابطہ کر لوں گا اور.....'' یہ کہتے کہتے وہ رک گیا' پھر سانس لے کر دھیمے لہجے میں بولا۔ ''اب شاید میں واپس پنجاب نہ جا سکوں۔''

''ٹھیک ہے' لیکن اس کے لیے وہی شرطیں ہیں' کہو تو دہرا دوں یا تمہیں یاد ہیں۔'' مہر خدا بخش نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہا۔ ہمارے پاس اس کے لیے کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ چند لمحے ہمارے ردعمل کا انتظار کرتا رہا' پھر اٹھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''یاد سے آ جانا۔ تم لوگوں سے ملنے کے لیے کوئی آ رہے ہیں۔''

''ہم سے ملنے کے لیے؟ یہاں.....؟'' میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ میرے ذہن میں ایک دم ہی سے کئی خیال رینگ گئے۔ مہر خدا بخش نے میری بات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا بلکہ واپس جانے کے لیے چل دیا۔ اس کے دائیں جانب تانی اور بایاں جانب خوبصورت جسم والا لڑکا سرمد تھا۔ وہ چلے گئے تو جسپال نے فکرمندانہ لہجے میں کہا۔

''یار کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم کسی فورسز کے حوالے کر دیئے جائیں۔ ہمارا تو سارا کچا چٹھا انہیں معلوم ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ لوگ یہاں رہ بھی اسی لیے رہے ہیں کہ سرحدوں کی حفاظت کریں یا ممکن ہے یہ کوئی جرائم پیشہ لوگ ہوں اور ہمیں.....''

''لیکن مجھے نہیں لگتا جسپال کہ ایسے ہوگا' کیونکہ اگر انہوں نے ہمیں حوالے ہی کرنا ہوتا تو رات ہی ہم کسی وقت اٹھا لیے جاتے' اتنی مہمان نوازی نہ ہوتی۔'' میں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

''جمال۔! میرا خیال تو یہ کہتا ہے اگر یہ لوگ تمہیں ذرا سی بھی آفر کریں تو تم یہیں ٹک جاؤ' کیونکہ یہاں سے نکلنے کے بعد تم سیدھے جیل جاؤ گے۔'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''تم نے کون سا خالہ کے گھر چلے جانا ہے۔'' میں نے کہا تو وہ ہنس دیا۔ مجھے اس کا یہ انداز اچھا لگا۔ اس قدر نازک حالات میں بھی وہ ہنس رہا تھا۔

''یہ تو ہے۔'' اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''دیکھو۔! کل جو شرطیں مہر خدا بخش نے ہمارے سامنے رکھی تھیں' وہ دعوٰی یونہی نہیں تھا' اور تم نے بھی جو، جواب دیا تھا وہ نری مصلحت تھی، دل سے نہیں کہا تھا۔ ہم اپنی شکست کی ذلت سے بچنا چاہ رہے تھے۔ جو بہرحال میں نے اپنی بے وقوفی سے پائی۔ میں ذلیل ہوا' یہ بات تو سچ ہے نا؟'' میں نے اس کی تصدیق چاہی۔

''ہاں' یہ تو ہے' وقت کی نزاکت تھی۔'' اس نے کسی حد تک سنجیدگی سے کہا۔

''آج اگر اس نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ تو ہے' یوں ویرانے میں بیٹھ کر دنیا کے بارے میں خبر دینے والا عام سا بندہ نہیں ہو سکتا۔ کل میں نے بھی اس کے دعوے کو یونہی خیال کیا تھا' لیکن آج مجھے یقین ہے کہ ہم مہر خدا بخش کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔'' میری بات اس نے بڑے غور سے سنی' پھر سنجیدہ لہجے میں بولا۔

''دیکھ' صرف معلومات کا حصول، ایک الگ بات ہے۔ جدید دنیا میں بستی ہو یا ویرانہ' اب کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ سیٹلائٹ فون انہی ویرانوں میں کام آتے ہیں۔ اب انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات بہت وسعت رکھتے ہیں۔ صرف معلومات سے مرعوب ہو جانا میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یار انہیں معلوم ہو گیا نا کہ ہم کون ہیں۔'' میں نے کہا۔

''یہ تو ہے؟'' اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''وہ ہمارے ساتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں' جبکہ ہمیں ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ان کی شرطیں پوری نہیں کر پائیں گے کیونکہ ان شرطوں سے ہم خود انکار کر چکے ہیں۔'' میں نے اسے یاد دلایا۔

''یار ہم خواہ مخواہ بحث کر رہے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ابھی کچھ دیر بعد مہر صاحب کے گوپے میں ہم سے کون ملنے آ رہا ہے' کوئی تیرے ہیں' یا میرے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ ہنس دیا۔

''چلو دیکھتے ہیں کون ہیں' پھر اس کے بعد ہی یہاں سے نکلنے کی سوچیں گے۔'' میں نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔ گویا ہماری بات اس موضوع پر ختم ہو گئی۔

سہ پہر ہوتے ہی ہم مہر خدا بخش کے گوپے کے سامنے تھے۔ ہماری پہنچتے ہی سرمد باہر آیا اور ہمیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔ ہم ذرا سی اونچائی چڑھتے ہوئے گوپے کے دروازے تک پہنچے اور پھر اندر داخل ہو گئے۔ سامنے ہی مہر خدا بخش کے ساتھ ایک بوڑھے سے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے سر' داڑھی' مونچھیں بھنوئیں بھی سفید ہو چکی تھیں۔ گلابی رنگ اور تیکھے نقوش' بڑی ساری سفید پگڑی میں سے لمبے بال کاندھوں تک جھول رہے تھے۔ انہوں نے سفید کرتا اور سفید ہی دھوتی پہنی ہوئی تھی۔ پاؤں میں مقامی کھسہ پہنا ہوا تھا' جیسے ہی ہم اندر داخل ہوئے' انہوں نے ہم دونوں کو دیکھا اور پھر ان کی نگاہ مجھ پر ٹک گئی۔ مہر خدا بخش نے مجھے ایک طرف پڑی چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا' اور جسپال کو ایک پیڑھے کی طرف' ہم بیٹھ گئے تو وہ بزرگ بولے۔

''اچھا تو یہ ہیں وہ دونوں.....'' پھر میری طرف غور سے دیکھتے ہوئے بولے۔'' تجھے پتہ ہے کہ تو کون ہے؟ تیری ذات کیا ہے؟''

''میں نہیں جانتا۔ سکول میں استاد نے پوچھا تھا' تب میری ماں نے'' گجر'' لکھوایا تھا۔ پھر کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی۔''

''ہاں تجھے واقعی نہیں پتہ، تو کون ہے؟ تیری روح کیا کہہ رہی ہے' تجھے تیری اپنی ذات کا پتہ ہی نہیں چلا۔'' انہوں نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا تو میں مودب لہجے میں بولا۔

''تو آپ بتا دیں۔''

''تو..... تو..... قلندر ذات کا ہے..... قلندر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو شکر گزاری کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچ کر قرب الٰہی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں' رب تعالیٰ بھی ان کی خواہش کو رد نہیں کرتا۔ دوسرے وہ جو ذات کے قلندر ہوتے ہیں۔ ان کا پیشہ بندر' ریچھ اور کتے نچانا ہوتا ہے۔ تو جان لے کہ تو وہی ہے..... اور یہ.....'' انہوں نے جسپال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔'' یہ تیرا احسان چکانے تیرے ساتھ آیا ہے۔ تم دونوں نہیں جانتے ہو لیکن میں تمہاری تین نسلیں دیکھ رہا ہوں۔''

''ہماری تین نسلیں بابا جی۔'' جسپال نے چونک کر پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں پتر..... تین نسلیں۔ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے' جب تم دونوں پر اپنا آپ واضح ہو جائے گا۔ کون کیا ہے' یہ سب کھل جائے گا' تم دونوں پر۔'' انہوں نے جذب سے کہا۔

''مگر میں قلندر..... بندر ریچھ اور کتے..... یہ.....'' میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے سوال کیا تو وہ بولے۔

''پتر! تیرے پیدا ہوتے ہی یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ تو کیا ہو گا۔ یہ سفر ہے جو تجھے طے کرنا ہے۔ میری کوئی پیشن گوئی تجھے تیرے راستے سے نہیں ہٹا پائے گی۔ تو نہ چاہتے ہوئے بھی اسی راستے پر چلے گا جو متعین ہو چکا ہے۔ اور باقی رہی قلندر کی بات..... قلندر کوئی محض روحانی مقام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک طرز زندگی کا نام بھی ہے' جس میں جو حال بھی ہو' بس شکر گزاری ہے۔ اور جان لو..... حضرت علی کرم اللہ وجہہ' قلندر اعظم بھی ہیں۔ ان کا طرز زندگی شکر گزاری کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔ خیر..... میری یہ بات ابھی تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی ہماری ایک دفعہ پھر کہیں نہ کہیں ملاقات ہونی ہے' تب تمہیں بھی سمجھ آ چکی ہو گی۔ وہ ملاقات بڑی اہم ہو گی۔''

''کیا اب مجھے بندر' ریچھ اور کتے نچانا ہوں گے۔'' میں نے پوچھا تو وہ دھیرے سے مسکرا دیئے پھر بولے۔

''یہ تو تجھے نچانا ہوں گے' ورنہ تو خود ناچتا رہ جائے گا۔ یہ سارا کچھ کیوں ہے' یہ جب ہماری اہم ملاقات ہو گی نا..... تب تم پر کھل جائے گا۔ اس وقت تک تجھے بہت ساری عقل سمجھ بھی آ چکی ہو گی۔'' انہوں نے یہ کہا اور پھر جسپال کی طرف دیکھ کر بولے۔ ''جس طرح کوئی دریا میں غوطے کھاتا ہوا کسی انجان کنارے پر جا لگے' تم بھی اسی طرح لڑھکتے ہوئے یہاں تک آن پہنچے ہو' تم دونوں کا ایک ساتھ یہاں تک آنا اتفاق نہیں' وقت ہو گیا تھا کہ تم دونوں کو یہاں لایا جائے۔ تم دونوں کچھ وقت یہاں گزارو، یہی وقت کی آواز ہے۔''

''کتنا وقت ہمیں یہاں رہنا ہو گا؟'' میں نے تیزی سے پوچھا۔

''جب تک تم بچھڑے کو گرا کر ذبح نہیں کر لیتے' اس کی دعوت کھاؤ اور چلے جاؤ۔'' انہوں نے گہری سنجیدگی سے کہا تو ہمارے درمیان ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔

''کیا ہمارا یہاں ٹھہرنا لازمی ہے؟'' جسپال نے پوچھا۔

''ہاں۔! نہ ٹھہرنا چاہو تو وہ تم لوگوں کا فیصلہ ہے' بس یہ جان لو' جو وقت کی آواز نہیں سنتا' وقت اسے یوں پیچھے دھکیل دیتا ہے کہ وہ ماضی میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ فطرت کا سفر جاری ہے' اسے چلانے کے لیے قدرت کا انتظام ہماری عقل و سمجھ سے بھی ماورا ہے' فیصلہ تم دونوں کا اپنا ہے' ٹھہرو' یا چلے جاؤ۔ یہ تمہارا اپنا اختیار ہے۔''

''بابا جی، میں یہ بچوں والا سوال نہیں کروں گا کہ ہمیں یہاں کیوں ٹھہرایا جا رہا ہے یقیناً یہ کسی مقصد کے لیے ہو گا۔ میں اپنا آپ' آپ کے سپرد کرتا ہوں۔'' میں نے پورے خلوص اور جذب سے کہا تو جسپال تیزی سے بولا۔

''اور میں بھی یہ دیکھنا چاہوں گا کہ یہ جمال کس طرح بچھڑے کو ذبح کرتا ہے۔''

وہ بزرگ چند لمحے ہماری طرف دیکھتے رہے' پھر اٹھتے ہوئے بولے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آؤ.....تم دونوں میرے قریب آؤ.....''

ہم بھی کھڑے ہو کر ان کی قریب چلے گئے۔ پہلے انہوں نے جسپال کو گلے لگایا۔ چند لمحے وہ انہیں اپنے سینے سے لگائے رہے' پھر چھوڑ کر مجھے اپنے سینے سے لگایا۔ وہ چند لمحے جو میں ان کے سینے سے لگا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں بے جان ہو گیا ہوں۔ میرا کوئی وزن ہی نہیں رہا۔ یوں جیسے میں خلا میں معلق ہو گیا ہوں۔ پھر مجھے احساس ہو گیا کہ میرا وزن اتنا بڑھ گیا ہے کہ شاید زمین میں دھنس جاؤں گا۔ چند لمحوں میں اپنی تیزی سے بدلتی حالتوں پر میں خود حیران رہ گیا تھا۔ انہوں نے مجھے خود سے الگ کیا اور بولے۔

''لو بھئی..... میں چلا.....'' انہوں نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور گوپے سے نکلتے چلے گئے۔ مہر خدا بخش ان کے پیچھے لپکا تو ہم بھی آگے بڑھے۔ وہ پیدل چلتے چلے جا رہے تھے۔ اس عمر میں اور اس قدر تیزی کے ساتھ' یہ میرے لیے واقعی حیرت انگیز بات تھی۔ ان کا رخ صحرا کی طرف تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک ٹیلے پر چڑھے اور پھر دوسری طرف اتر کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

''آؤ۔!'' مہر خدا بخش کی آواز پر میں پلٹا اور واپس گوپے میں آ گیا۔ تب تک چائے آ چکی تھی۔ تانی پیالیوں میں چائے انڈیل رہی تھی۔ جب وہ پیالیاں سرد کر چکی تو مہر خدا بخش بولا۔ ''یقیناً تم لوگ ان کے بارے میں جاننا چاہتے ہو گے؟''

''ہاں..... کیوں..... نہیں؟'' میں نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں بھی ان کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں' چند برس قبل' انہی ویرانوں میں میری ان سے ملاقات ہوئی تھی اور تب سے میں یہیں پر ہوں۔ جب بھی انہیں مجھے کوئی حکم دینے کی ضرورت ہوتی ہے' یہ خود مجھے مل لیتے ہیں' میں نہ ان کا نام جانتا ہوں اور نہ ان کا ٹھکانہ..... میں انہیں بابا جی ہی کہتا ہوں۔''

''ہمیں یہاں کرنا کیا ہو گا؟'' میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد وہ بولا۔

''انسان روح اور جسم کا عظیم شاہکار ہے' جسم جس قدر کثیف ہو گا' نفس بھی اسی قدر مضبوط ہو گا۔ اور روح جس قدر لطیف ہو گی' وہ طاقتور ہو گی' مضبوط جسم ہی میں روح طاقت ور ہوتی ہے' یہاں جسم ہی کی نہیں نفس کی بھی تربیت ہو گی۔''

اس پر میں نے کوئی سوال نہیں کیا اور نہ ہی جسپال بولا' ہم خاموشی سے چائے پیتے رہے' جب پی چکے تو اس نے ہمیں اٹھنے کا اشارہ کیا اور ہم اٹھ گئے۔ تب وہ بولا۔

''میں تم لوگوں کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں۔ اگر بابا جی کا حکم نہ ہوتا تو آج کل میں تم لوگوں کو یہاں سے روانہ کر چکا ہو گا' لیکن جس رات تم یہاں پر آئے تھے' اس شام مجھ تک پیغام پہنچ گیا تھا کہ دو لوگ مختلف سمتوں میں آئیں گے' انہیں سنبھال لوں۔ ابھی تم لوگوں کو یہ ساری باتیں حیرت انگیز لگ رہی ہوں' لیکن کچھ عرصے بعد یہ حیرت نہیں رہے گی' اب یہ تم لوگوں پر منحصر ہو گا کہ کتنا سیکھ سکتے ہو' اپنے دامن میں کیا کچھ بھر سکتے ہو' کنکر' چنتے ہو یا ہیرے۔ آؤ'' یہ کہہ کر وہ گوپے کے باہر جانے کے راستے پر ہو لیا۔ ہم بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے باہر آ گئے۔ سامنے ہی تین اونٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمیں ان پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ خود ایک پر بیٹھ گیا۔ ہم اونٹوں پر سوار ہوئے اور کچھ دیر ایک سمت کو چلتے رہے' ایک بڑے سارے گوپے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قریب ہم جائز کے۔ اونٹوں سے اتر کر ہم اس گوپے کے اندر چلے گئے۔ اس گوپے میں ایک دروازہ تھا' مہر خدا بخش نے اس پر اپنی ہتھیلی رکھی تو وہ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ وہ ہمیں ساتھ لیتا ہوا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ نیچے ایک ہال نما کمرہ تھا' جس میں خوشگوار خنکی پھیلی ہوئی تھی۔ وہیں دیواوں کے ساتھ ٹی وی اسکرین' کمپیوٹر اور نجانے کیا کیا آلات لگے ہوئے تھے۔ وہیں کافی سارے لڑکے لڑکیاں بیٹھے کام کر رہے تھے۔ ان میں سرمد بھی تھا جو نجانے کب وہاں سے یہاں پہنچ گیا تھا۔

''یہ ہمارا آپریشن روم ہے' یہاں سے صرف باہر کی دنیا سے رابطہ رکھا جاتا ہے' یہیں سے اپنی حدود کا خیال بھی رکھا جاتا ہے۔ آؤ' تمہاری بات کروائیں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے سرمد کو اشارہ کیا۔ اس نے ہمیں دو خالی کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اسکرین پر نگاہیں جما کر کی بورڈ پر انگلیاں مارنے لگا۔ کچھ دیر بعد سوہنی کی آواز' ابھری' وہ ہیلو کر رہی تھی' آواز سامنے پڑے اسپیکر سے ابھر رہی تھی۔

''میں جمال بات کر رہا ہوں۔''

''ہائے جمال۔ کیا تم کسی غیر ملک پہنچ گئے ہو' اسکرین پر کوئی نمبر ہی نہیں' کہاں ہو تم۔ ٹھیک تو ہو نا؟''

''ایک دم اتنے سوال کر دیئے تم نے۔ میں جہاں بھی ہوں' بالکل ٹھیک ہوں۔ ہاں تو سنا' ٹھیک ہے تو اور اماں کیسی ہے؟''

''ہم ٹھیک ہیں اور پوری طرح محفوظ ہیں۔'' اس نے کہا۔

''مجھے بتا، چھا کا کیسا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''پولیس نے پکڑ لیا تھا اُسے' لیکن آج صبح ہی وہ نور نگر چلا گیا ہے۔ میرا اس سے رابطہ نہیں ہوا' لیکن وہاں سے مجھے معلوم ہو گیا ہے۔'' اس نے بتایا۔

''اور شاہ زیب۔؟'' میں نے پوچھا۔

''وہ نور نگر میں ہی ہے' بالکل سہما ہوا ہے' کیونکہ ابھی اس نے کچھ نہیں کیا۔ اب چھا کے سے بات ہو گی تو پتہ چلے گا۔'' اس نے کہا۔

''اپنا خیال رکھنا' اور گھبرانا نہیں' میں بہت جلد تم لوگوں کے پاس آ جاؤں گا۔'' میں نے اسے دلاسا دیا۔

''میں نے چھا کے سے کہا تھا کہ وہ میرے پاس ہی رہے ادھر لیکن پتہ نہیں کیوں وہ نور نگر ہی میں رہنے پر ضد کر رہا ہے' خیر تم بھی پریشان نہیں ہونا۔ لو اماں سے بات کرو۔''

''پتر، اپنا بہت سارا خیال رکھنا' میری دعائیں تیرے ساتھ ہیں۔'' اماں نے جذب سے کہا۔

''اماں تیری دعاؤں کے سہارے تو جیتا پھر رہا ہوں۔ اک یہی تو طاقت ہے میرے پاس' اپنا خیال رکھنا اماں۔''

''تو فکر نہ کر پتر' سوہنی میرا بہت خیال رکھتی ہے۔ بس تو جلدی سے مجھے ملنے کے لیے آ جا' مگر جب حالات ٹھیک ہو جائیں۔'' اماں نے اپنے دل کی بات بھی کہہ دی اور مجھے محتاط رہنے کے لیے بھی کہہ دیا۔ میں نے محسوس کیا جیسے میرا گلا نم ہو رہا ہے' میں نے مزید بات کرنا مناسب نہ سمجھا' ممکن ہے میرے ذرا سی جذباتی پن سے ارد گرد کھڑے لوگ میری کمزوری نہ جان لیں۔ میں نے اماں کو اللہ حافظ کہا۔ تبھی ایک دم سے مجھے احساس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوا' ان کے پاس سونی کا نمبر کہاں سے آگیا۔ میں نے تو انہیں نہیں بتایا تھا' کیا یہ لوگ سونی تک بھی رسائی رکھتے ہیں۔ کیا یہ بات انہوں نے اس لیے کروائی تاکہ مجھے احساس دلایا جاسکے کہ وہ سونی تک بھی رسائی رکھتے ہیں۔ میں ایک دم سے گھبرا گیا۔ تب تک انوجیت سے رابطہ ہوگیا تھا۔ جسپال پوچھ رہا تھا۔

''کیسے ہوانوجیت؟ سنا ہے تم پر بہت تشدد ہوا ہے؟''

''ہاں، ہوا تو ہے' خیر اسے چھوڑو' میں پہلے ہی ان کی نگاہ میں تھا لیکن تم ہو کہاں؟''

''سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے خود نہیں معلوم' مجھے ہرپریت کے بارے میں بتاؤ' وہ کیسی ہے' اس کا زخم ٹھیک ہوا؟''

''وہ ٹھیک ہے۔ ہم کیشو مہرہ سے مسلسل رابطے میں ہیں' تمہاری مسلسل تلاش جاری ہے۔ تمہارے سفارتخانے سے بھی رابطہ کیا تھا' وینکوور سے تیرے بھائی ے سفارت خانے والوں سے بات کی ہے۔ تو فکر نہ کر لیکن تو ہے کہاں پر؟''

''تم گھر پر ہو تو ہرپریت اور پھوپھو سے بات کرادو۔ میری فکر چھوڑو' میں کہاں پر ہوں۔''

''میں کرواتا ہوں' وہ ڈرائنگ روم میں ہیں۔ بہرحال اچھا کیا تم یہاں سے نکل گئے۔ حویلی جلانے کے بعد تو یہ لوگ بہت متشدد ہو گئے ہیں۔''

''تم گھبراؤ مت' سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں دیکھ لوں گا سب کو۔'' اس نے ایک عزم سے کہا۔ تبھی کلجیت کور کی آواز ابھری۔

''کیسے ہو پتر۔''

''میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہو؟''

''واہ گرو کی مہر ہے پتر۔ تو اپنا خیال رکھنا۔ لے ہرپریت سے بات کر۔''

''اوئے سانوں چھڈ کے آپ کدھر چلے گئے ہو؟'' وہ شوخی سے بولی۔

''بہت جلد تیرے پاس آجاؤں گا' تیرا زخم کیسا ہے؟''

''ٹھیک ہے اب۔''

''اچھا سن۔! اگر زیادہ خراب ماحول ہو جائے نا تو سیدھے وینکوور چلے جانا۔ یہاں جو بھی نقصان ہوتا ہے ہو جانے دینا' میں سنبھال لوں گا آ کر۔''

''ٹھیک ہے۔'' اس نے بھرپور انداز سے کہا اور پھر چند رسمی فقروں کے بعد فون بند ہو گیا۔ تب مہر خدا بخش نے ہمیں باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ جیسے ہی ہم باہر آئے تو میں نے پوچھ ہی لیا۔

''مہر صاحب! یہ سونی کا فون نمبر آپ کے پاس کیسے آ گیا؟''

''مجھے یقین تھا کہ تم یہ سوال ضرور کرو گے۔ سونی پچھلے چند دنوں سے پولیس کے اعلیٰ حکام سے ملتی رہی ہے' تمہارے لیے اور چھاکے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیے۔ وہاں اس نے اپنا فون نمبر دیا ہوا ہے۔'' اس نے سکون سے کہا۔

''تو اس کا مطلب ہے آپ کی پولیس حکام تک.....'' میں نے جان بوجھ کر بات ادھوری کی تھی۔

''یہاں رہو گے نا تو ساری باتیں سمجھ جاؤ گے۔ آؤ، تمہیں کچھ مزید دکھاؤں۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا۔

کچھ فاصلے پر ایسا ہی ایک اور گوپا تھا۔ جو پہلے سے نسبتاً بڑا تھا۔ اس کے چاروں طرف باڑھ تھی' وہاں بہت ساری گائیں' بکریاں اور اونٹ تھے کچھ ریوڑ کی صورت میں واپس آ رہے تھے' وہیں ایک طرف اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ ہم گوپے کے اندر گئے تو ویسے ہی سیڑھیاں اتر کر نیچے ہال میں جا پہنچے' وہاں جسم بنانے اور بدن کمانے کے لیے آلات سجے ہوئے تھے' ایک طرف بڑا سا رامیٹرس پڑا ہوا تھا۔ بلاشبہ وہاں پر لڑنے کی تربیت دی جا رہی تھی۔ اس وقت وہاں پر دو بندے ہی موجود تھے جن کے بدن دیکھ کر رشک آ رہا تھا۔ انہیں مہر خدا بخش نے کہا۔

''یہ دونوں اب یہاں آیا کریں گے۔''

''جی ٹھیک ہے۔'' قدرے ادھیڑ عمر بندے نے ہلکا سا جھک کر کہا تو مہر نے ہمیں واپس پلٹنے کا اشارہ کیا۔ پھر اسی طرح اونٹوں پر سوار ہوئے اور ایک مسجد کے قریب جا پہنچے۔ اس سے ملحق ایک بڑا سا گھر تھا۔ ہم اس کے اندر چلے گئے۔ وہیں تہہ خانے کا دروازہ کھلا اور ہم سیڑھیاں اتر گئے۔ ویسا ہی ہال تھا' لیکن وہاں انتہائی خاموشی تھی۔ سامنے ذرا سی اونچی مسند پر ایک بوڑھے' سفید ریش بزرگ بیٹھے ہوئے تھے' ان کے سامنے چند لڑکے اور لڑکیاں سفید لباس میں یوں بیٹھے ہوئے تھے جیسے مراقبے میں ہوں' وہ بزرگ ہماری طرف دیکھ رہے تھے' مہر خدا بخش نے اشارے سے ہمارے بارے میں بتایا' انہوں نے آنکھیں بند کر کے ہمیں قبول کرنے کا اشارہ کیا' تبھی ہم باہر نکل آئے۔

اس وقت سورج غروب ہونے کو تھا' جب ہم واپس مہر خدا بخش کے گوپے تک آ پہنچے' اونٹوں سے اتر کر وہ ہمارے پاس آیا اور بولا۔

''پہلی وہ جگہ تھی جہاں تم لوگوں کی ذہنی تربیت ہونا ہے' دوسری میں جسمانی اور تیسری پر روحانی تربیت ہو گی' تم لوگ کتنے وقت میں کیا کچھ سیکھ سکتے ہو' یہ تم لوگوں پر منحصر ہے۔''

''ہمیں اگر زندگی نے یہ موقع دے دیا ہے تو ہم اسے ضائع نہیں کریں گے۔'' میں نے پورے خلوص سے کہا تو مسکراتے ہوئے بولا۔

''اور ہاں، تمہیں ایک چیز یہاں دینی ہو گی' اور وہ ہے نشانہ بازی۔ تم فنکار ہو اور اپنا ہنر یہاں دو گے، اگر دینا چاہو.....''

''میں حاضر ہوں۔'' میں نے خلوص دل سے کہا۔

''کل چند لوگ تمہیں دے دیئے جائیں گے۔ تم ان کی تربیت کرنا' اور جسپال۔! یہ ہمارا مسلم سیٹ اپ ہے' تمہیں اپنے مذہب کے بارے میں مکمل آزادی ہے۔ تمہیں جو اچھا لگے قبول کر لو' باقی جبر نہیں' کیونکہ میں سمجھتا ہوں' کردار ہی وہ پھل ہے جس سے کسی درخت کے بارے میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے' اور ہاں' یہاں قریب ہی ایک بستی ہے' اب تم دونوں وہاں ایک گھر میں رہو گے' درختوں تلے نہیں۔'' اس نے کہا تو ایک مقامی نوجوان ہمیں لے کر اس بستی کی طرف چل دیا۔ اس دن نجانے مجھے کیوں یقین ہو رہا تھا کہ میری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس دن بارش ٹوٹ کر برسی تھی۔ منہ اندھیرے ہی جو بارش شروع ہوئی تو سارا دن برستی رہی' سہ پہر کے بعد کہیں جا کر بارش تھمی تو ریت کی اپنی ہی جادو بھری مہک نے میرے وجود میں نشہ بھر دیا۔ سرمئی بادلوں سے آسمان ڈھکا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ جس نے اگست کے آخر دنوں کے حبس کو ختم کر دیا تھا۔ بھوری ریت پانی سے بھیگ کر مزید گہرے رنگ کی ہوگئی تھی۔ ایسے موسم میں مجھ سے بیٹھا نہیں گیا۔ میں تنہا ہی کھلے صحرا میں نکل گیا۔ ایک ٹیلے پر کافی ساری بھیر بہوٹیاں دکھائی دیں تو میں وہیں بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے اردگرد صحرا کو دیکھا۔ بارش نے اس میں زندگی بھر دی تھی۔ پہلے پہل مجھے وہاں سے وحشت ہونے لگی تھی' پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ میں صحرا سے مانوس ہوتا چلا گیا۔

تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ اس وسیع ریگستان میں گزر گیا تھا۔ یہاں سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا تھا' صحیح معنوں میں ہمیں اپنی اوقات کا پتہ چلا تھا کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ کنویں کے مینڈک دریا میں آ گئے تو پتہ چلا' اگرچہ وہ ایک صحرا تھا' بے رونق' لق ودق صحرا' ویران مگر بقول خواجہ فرید سائیں کے ''روہی رنگ رنگیلڑی' جیہڑی یار ملاوے'' (روہی بہت رنگین ہے' یہ ہمیں یار سے ملا دیتی ہے) کے مصداق ہمیں اندر تک سے رنگین کر دیا تھا۔ یہاں کی رنگینی اور سنگینی نے ہمیں باہر کی دنیا کو بھلا کر رکھ دیا تھا۔ ہمیں معلوم ہی نہیں تھا کہ ہمارے اندر ایسی صلاحیتیں بھی ہیں' میں وہ بندہ تھا جسے سیل فون کی سمجھ نہیں تھی' اب میں کمپیوٹر کے استعمال کے بارے میں جان گیا تھا۔ ذہنی' جسمانی اور روحانی تربیت کے وہ مدارج طے کیے جن کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ بقول ہمارے ایک استاد کے کہ جب ہم یہاں آئے تھے تو انا کے بہتر بت اپنے اندر نصب کیے ہوئے تھے۔ وہ سب ٹوٹ گئے اور ہماری حالت خواجہ فرید سائیں کے اس شعر جیسی ہوگئی کہ ''دھویں دار فقیر تھیوں سے' فخر وڈایاں سٹیاں'' (ہم تو اب ایسے بے انا بندے بن گئے ہیں' جو عشق کی آگ میں جلتے نہیں' محض سلگتے ہیں' کیونکہ ہم نے اپنے سارے فخر اور غرور پھینک دیئے ہیں) وہاں جا کر مجھے صحیح معنوں میں معلوم ہوا کہ میری قدر کیا ہے' وہاں سب نے تسلیم کیا تھا کہ میں نشانے میں فنکارانہ مہارت رکھتا ہوں۔ اس کا میں نے بارہا ثبوت دیا۔ میں نے وہاں یہ مہارت سکھائی' چند لوگ میرے حوالے کر دیئے گئے' جن میں تانی اور سرمد بھی تھے۔ اس ایک مہارت دینے کے عوض انہوں نے مجھے کیا کچھ دیا' اور کس کس مہارت سے نواز دیا' یہ میں ہی جانتا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ جسپال بھی شامل تھا۔ ہم سب ایک دوسرے کے بڑی تیزی سے نزدیک آتے چلے گئے تھے۔ اس دوران میں اچھی طرح جان گیا تھا کہ مہر خدا بخش کا تانی پر ایویں ہی ناز نہیں تھا' تانی بہت ساری غیر معمولی صلاحیتیں رکھتی تھی۔ جہاں مجھے وہاں سے بہت کچھ ملا' اس میں ایک تانی کی دوستی بھی تھی۔ ان تین مہینوں میں وہ مجھ سے کچھ زیادہ ہی قریب ہوگئی تھی۔ میں نے اسے ویسے ہی سمجھا تھا جیسے سرمد کے ساتھ میری دوستی تھی' لیکن اس کا انداز سب سے منفرد تھا۔

میں بھیگے ہوئے موسم میں خالی الذہن بیٹھا بھیر بہوٹیوں کو دیکھ رہا تھا' اچانک مجھے احساس ہوا کہ کوئی میرے پیچھے ہے' میں نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو تانی ٹیلے پر چڑھ رہی تھی۔ سفید مہین لباس میں اس کا گلابی بدن چھلک رہا تھا۔ شولڈر کٹ بال بھیگے ہوئے تھے۔ گلے میں سفید موتیوں کا ہار تھا۔ پاؤں میں سفید ہی جاگر تھے۔ وہ میری طرف بڑی گہری نگاہوں سے دیکھتی ہوئی میری جانب بڑھتی ہوئی آ رہی تھی۔ میں اٹھ کھڑا ہوگیا اور پوچھا۔

''تانی خیر تو ہے' تم یہاں کیسے؟''

''بس یونہی۔ ! میرا تم سے باتیں کرنے کو جی چاہ رہا تھا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو آؤ' کریں باتیں' یہاں بیٹھو۔'' میں نے کہا تو وہ ایک دم سے خمار آلود لہجے میں بولی۔

''نہیں' پہلے تم مجھے اسی طرح نشانہ لگواؤ' جیسے پہلے دن مجھے تھام کر نشانہ لگوایا تھا۔''

اس کے یوں کہنے پر میں نے محسوس کیا کہ اس کا لہجہ نرا خمار آلود ہی نہیں تھا بلکہ بھیگا ہوا بھی تھا۔ شاید رومانوی تھا یا غمزدہ' اس کا اندازہ نہ کر سکا۔

''خیر تو ہے تانی' تم یہ خواہش کیوں کر رہی ہو؟'' میں نے واقعتاً حیرت سے پوچھا۔

''کیا تم میری یہ چھوٹی سی خواہش پوری نہیں کرو گے؟'' اس نے جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔ تب میں نے جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں۔! مگر اس وقت میرے پاس پسٹل نہیں ہے۔''

''میرے پاس ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنی قمیص میں ہاتھ ڈالا' ریڑھ کی ہڈی کے پاس سے پسٹل نکالا جو نیفے میں اڑسا ہوا تھا اور میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے اس سے مزید سوال نہیں کیا' میں نے پسٹل پکڑا' میگزین میں گولیاں دیکھیں' مطمئن ہونے کے بعد میں نے تانی کی جانب دیکھا تو اس نے اپنی پشت میرے سینے کے ساتھ لگا دی۔ وہ میرے ساتھ چپک گئی تھی۔ وہ نشانہ لگانے والا انداز نہیں تھا۔ میں چونک گیا' لیکن اسے احساس نہیں ہونے دیا۔ میں نے پسٹل اس کے ہاتھ میں دے کر اس کی بانہوں کے ساتھ بانہیں پھیلائیں' وہ میری بانہوں میں یوں ہو گئی' جیسے پگھل رہی ہو۔ میں سامنے نشانہ دیکھنے لگا' مگر ایسا کوئی بھی نشانہ نہیں تھا' میں ہوائی فائر کرنا ہی چاہتا تھا کہ وہ گھومی' اپنا چہرہ میری جانب کیا' اور میرے سینے سے لگ گئی۔ اس کی ٹھوڑی میرے بایاں کاندھے پر تھی۔ وہ بے حد جذباتی ہو رہی تھی۔ میں نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے حوصلہ دینے کے سے انداز میں کہا۔

''کیا بات ہے تانی' کیا ہوا ہے تمہیں؟''

''جمال۔! میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔ میں..... میں..... تم سے جدا نہیں ہونا چاہتی۔'' اس نے بے حد جذباتی انداز میں کہا تو میں بھونچکا رہ گیا۔ میں نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہیں۔ دوسروں کی طرح اس کے ساتھ بھی ایک اچھا تعلق تھا۔ میں نے آہستگی سے تانی کو خود سے الگ کیا' پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو تانی، ہوش میں تو ہو نا تم؟''

''ہاں۔! میں ہوش میں ہوں۔ پھر سن لو، میں تم سے جدا نہیں ہونا چاہتی۔'' یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھ سے دو آنسو ٹپک کر گالوں پر پھسل گئے۔ مجھے اس وقت یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہوں؟ میں حیران تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے؟ اتنی مضبوط لڑکی یوں ریزہ ریزہ کیوں ہو رہی ہے۔ میں نے اسے دونوں کاندھوں سے پکڑا اور اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''صاف صاف بتاؤ' تم کہنا کیا چاہتی ہو۔ یہ مذاق.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جمال، وہ وقت آ گیا ہے، جس کے لیے میں بہت ڈرتی تھی۔ میں تم سے جدا نہیں ہونا چاہتی۔'' اس کے لفظ سسکیوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ میں خاموشی سے کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ چند لمحے رکی اور پھر کہنے لگی۔ ''یہاں فیصلہ ہو گیا ہے کہ اب تم دونوں کسی بھی دن یہاں سے چلے جاؤ گے، بلکہ تمہیں بھیج دیا جائے گا اور میں چاہتے ہوئے بھی تمہارے ساتھ جا نہیں پاؤں گی۔''

''دیکھو۔! میں نہیں جانتا کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو' تمہیں مجھ سے محبت ہے کہ نہیں' میں یہ بھی نہیں جانتا' لیکن، ایک دن تو ہمیں یہاں سے جانا ہے' اور میرے ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہیں ہے کہ تم میرے ساتھ جاؤ گی۔'' میں نے صاف انداز میں کہہ دیا۔

''ہمارے حالات ایسے ہیں کہ تم مجھ پر چاہو بھی تو یقین نہیں کر پاؤ گے۔ میرے پاس کوئی ایسا آلہ نہیں کہ جس سے میں ثابت کر سکوں کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ میں کون ہوں' یہاں کیسے ہوں' یہ تم ہی نہیں سوائے مہر صاحب کے دوسرا اور کوئی نہیں جانتا' میری مجبوری یہ ہے کہ میں ابھی تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔ ورنہ ضرور چلی جاتی۔'' اس نے روہانسا ہوتے ہوئے کہا۔ میں نے جواباً کچھ کہنا چاہا تو وہ میرے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر بولی۔ ''میں تمہارے ساتھ جاتی تو یہ ثابت کر دیتی کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تو میں نے کہا۔

''تانی۔! ہم دونوں میں بہت اچھا تعلق رہا ہے' تم نجانے کس محبت کی بات کر رہی ہو۔''

''میں تم سے اپنی محبت کا جواب نہیں مانگ رہی' میں تو محض تمہیں بتا رہی ہوں کہ تم میری پہلی اور شاید آخری محبت ہو۔ پہلے دن' جمال پہلے دن، جب میں نے تمہیں دیکھا تھا' میں گھائل ہو گئی' تم پہلی نگاہ ہی میں مجھے اچھے لگے تھے۔ میں نے دل ہی دل میں دعا کی تھی کہ تم یہیں رہ جاؤ' میں نے خود نہیں سوچا تھا کہ میں تمہارے اتنے نزدیک آ جاؤں گی۔ پہلے دن جب تم نے نشانے کے لیے اپنے ساتھ لگایا تھا' تو مجھے خود کسی مرد کے لمس کا احساس ہوا تھا۔ میں اس وقت سے منتظر تھی کہ تم میری جانب توجہ کرتے' مگر تم تو پاگلوں کی طرح سب کچھ سیکھ جانے میں مگن تھے۔ کچھ دنوں سے میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہیں اپنی محبت کا احساس دلاؤں گی' کم از کم جتنے دن تم یہاں ہو' اتنے دن..... مگر شاید قدرت کو یہ منظور نہیں۔ میں اسے کھو دوں گی، جسے میں نے چاہا ہے۔ پتہ نہیں ہم دوبارہ کبھی مل بھی پائیں گے یا نہیں۔ کیسی قسمت ہے میری.....'' اس نے کہا' اور میری طرف غور سے دیکھنے لگی' اس کے گال' ناک کی پھنک اور ہونٹ سرخ ہو رہے تھے۔

''تم یہاں رہ کر بھی میرے ساتھ رابطے میں.....'' میں نے کہا تو وہ تیزی سے بولی۔

''نہیں، جمال نہیں۔ ساتھ، میں ساتھ چاہتی ہوں۔ نجانے کیوں مجھے یقین ہے جمال کہ ہم دوبارہ ضرور ملیں گے۔''

''ٹھیک ہے تب ہم کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لیں گے۔'' میں نے کہا تو وہ ایک دم کھل گئی۔

''سچ۔! یہ کہہ کر وہ مجھ سے لپٹ گئی۔ پھر اپنی گال میرے سر سے ہولے ہولے رگڑنے لگی۔ پھر الگ ہوتے ہوئے بولی۔ ''شاید وہی میری نئی زندگی ہو۔''

''شاید۔!'' میں نے کہا' پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ ''آؤ' چلتے ہیں۔ جسپال کو میں بتا کر نہیں آیا تھا وہ میری راہ دیکھتا ہو گا۔''

وہ میرے ساتھ یوں چل دی جیسے ٹرانس میں ہو' اور میں اس وقت تک نہیں سمجھ پایا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔ مجھے تو یہ سمجھ بھی نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آ رہی تھی کہ میں یہ بات جسپال کو بتاؤں کہ نہیں؟

رات گئے تک میں اسی الجھن میں رہا۔ مجھے تانی سے زیادہ اس بات کی فکر ہو رہی تھی کہ اب ہمیں یہاں سے بھیج دیا جائے گا۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے بہت جلدی میں ہمیں یہاں سے روانہ کیا جا رہا ہے' اپنے آپ کو دریافت کرنے کا مزہ تو اب آنے لگا تھا۔ مجھے افسوس ہونے لگا تھا' میں اتنی جلدی یہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک مجھے خیال آیا' یہ تو محض تانی کا خیال تھا' مہر صاحب نے تو مجھے نہیں کہا جب وہ کہیں گے تو دیکھا جائے گا۔ نجانے جذبات کی رو میں وہ کیا کچھ کہتی چلی گئی تھی۔ میں نے سب کچھ ذہن سے نکالا اور پرسکون انداز میں سونے کے لیے لیٹ گیا۔

☆ ☆ ☆

آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ سارا دن سورج دکھائی نہیں دیا تھا مگر بارش نہیں ہوئی تھی۔ سہ پہر کے بعد ہمیں کچھ دیر کے لیے آرام کرنے کی فراغت ملی تھی' ہم اس وقت بستی کی طرف جا رہے تھے کہ مہر خدا بخش کے گوپے کے پاس بہت سارے لوگوں کا رش دیکھ کر ہم ٹھٹک گئے۔ پھر ہم تیزی سے اس طرف بڑھ گئے۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا' مگر لوگ یوں گوپے کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہاں کچھ دیکھنے کے منتظر تھے۔ تقریباً سبھی لوگ وہاں موجود تھے جو بستی میں یا ادھر ادھر رہتے تھے۔ بستی کی طرف سے ابھی کچھ لوگ آ بھی رہے تھے۔ تبھی گوپے کا دروازہ کھلا اور مہر خدا بخش کے ساتھ وہی بابا جی بھی نمودار ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی مجھے یوں دیکھا جیسے وہ گوپے ہی سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ مہر خدا بخش نے مجھے آگے آنے کا اشارہ کیا۔ میں آگے بڑھا' ان کی طرف جاتے ہوئے جب میں میدان کے درمیان میں گیا تو ایک جانب سے اچانک بچھڑا چھوڑ دیا گیا۔ میں لمحوں میں سمجھ گیا کہ میرے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ جس وقت میں نے بچھڑے پر نگاہ جمائی ہوئی تھی' انہی لمحات میں تانی نے بلم نما چھری اپنے ہاتھ میں لہرائی اور میری جانب پھینک دی۔ میں اگر چھری پر توجہ دیتا تو بچھڑا مجھے ٹکر مار دیتا' مگر یہ میری توہین تھی کہ چھری زمین پر گر جاتی' میں نے ہوا میں قلابازی لگائی اور چھری کو پکڑ لیا' تب تک بچھڑا عین میرے نیچے تھا' میں نے پوری قوت سے وہ بلم نما چھری بچھڑے کے اوپری بدن پر گھونپ دی۔ پھر چھری کے سہارے ہی گھوم کر زمین پر آن کھڑا ہوا۔ بچھڑا درد کی شدت سے پاگل ہو گیا تھا' میں نے ایک جست لی اور اس کے سامنے آ گیا' وہ ٹکر مارنے کے لیے لپکا تو میں نے اس کے سینگ پکڑ لیے۔ اس نے زور زور سے اپنا سر مارنا شروع کر دیا' میں اس کے ساتھ لڑھکتا' کبھی ایک طرف چلا جاتا اور کبھی دوسری طرف' وہ اچھلتا تو میں اس کے ساتھ اچھل جاتا' تقریباً تین منٹ تک یہی چلتا رہا' تبھی بچھڑے کا زور ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنا دباؤ ایک طرف ڈال دیا۔ دو تین زور کے جھٹکے دیئے تو اس کے قدم اکھڑ گئے اور وہ زمین پر آ گرا۔ میں نے اس کے سینگ چھوڑ کر چشم زدن میں چھری اس کے بدن سے نکالی' اس کا خون بہہ نکلا تھا' بچھڑا تڑپ کے اٹھنا چاہتا تھا کہ میں نے پاؤں کی ٹھوکر اس کی تھوتھنی پر ماری' اس کے حواس مختل ہو گئے' تبھی میں نے ایک لات اس کے سر پر رکھی اور تکبیر پڑھتے ہوئے اس کی گردن پر چھری پھیر دی۔ خون کا فوارہ چھوٹ پڑا' بچھڑا تڑپ رہا تھا' وہ اٹھنا چاہتا تو میں اس کے ٹھوکر مار دیتا' یہ تیز چھری کا کمال تھا ورنہ شاید مجھے اسے ذبح کرنے میں کچھ مزید دشواری ہوتی' کچھ دیر بعد وہ ساکت ہو گیا۔ جبکہ میں خون سے لت پت ہو گیا تھا۔ تبھی چند لوگ وہاں آ گئے' انہوں نے میرے ہاتھ سے چھری لیتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جاؤ، نہا کر باباجی کے پاس جاؤ۔''

میں نے سامنے کھڑے باباجی کو دیکھا' انہوں نے ہاتھ کا اشارہ کیا' جس کا مطلب تھا کہ وہ خوش ہو گئے' میں تیزی سے پلٹا اور بستی کی جانب چل دیا۔

کچھ دیر پہلے جو کچھ میں نے کیا تھا' مجھے خود اس کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ ایسا سب کچھ ہو کیسے گیا۔ شاید میرے اندر بچھڑے کو ذبح کرنے کی خواہش شدت پکڑ گئی تھی لیکن نری خواہش سے کیا ہوتا ہے۔ بچھڑے اور میری قوت میں بہت فرق تھا۔ شاید میں نے لاشعوری طور پر اسی تکنیک پر سوچا ہوگا' مگر نہیں' لمحوں میں فیصلے اور ان پر عمل کرنا یونہی نہیں تھا۔ میرے اندر کچھ ایسا بھر گیا تھا جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ بلاشبہ میں اسی وجہ سے حیران تھا۔ مجھے احساس ہو گیا تھا کہ جب میں یہاں آیا تھا تو اندر سے خالی تھا۔

میں واپس گوپے کے پاس پہنچا تو وہاں سامنے میدان میں کوئی بھی نہیں تھا۔ میں گوپے کے اندر چلا گیا۔ جسپال پہلے ہی سے وہاں موجود تھا۔ میں نہیں جانتا ان کے درمیان کیا باتیں ہوئی ہوں گی۔ میرے جاتے ہی ایک لمحہ کے لیے خاموشی چھا گئی۔ باباجی نے میری طرف نگاہوں سے دیکھا' پھر کوئی بات کیے بغیر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے گلے لگایا' مجھے تھپکی دی اور کہا۔

''یہ دنیا جنگل تو نہیں ہے پتر' مگر کچھ جانور نما انسانوں نے اسے جنگل بنا دیا ہے۔ ان جانوروں کا کا بھی تو کوئی سد باب کرنا ہے نا۔ کوشش کرو.....'' یہ کہہ کر چند لمحے میری طرف دیکھا اور باہر کی جانب چل پڑے۔ میں ان کی یہ ادا نہیں سمجھ سکا۔ میں ان کے پیچھے لپکا اور گوپے سے باہر آ گیا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے میدان میں پہنچ گئے تھے اور پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ صحرا میں اوجھل ہو گئے۔ میں واپس پیڑھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ نجانے میں کیوں یہ چاہ رہا تھا کہ باباجی میرے پاس کچھ دیر مزید ٹھہرتے اور باتیں کرتے۔

''یہ اچانک آتے ہیں اور اسی طرح چلے جاتے ہیں۔'' مہر خدا بخش نے کہا تو میں چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ''اب میری بات ذرا دھیان سے سنو۔'' یہ کہتے ہوئے وہ چند لمحے میری جانب دیکھتا رہا پھر بولا۔ ''آج رات تم دونوں یہاں سے جا رہے ہو' یہاں سے جانے کے بعد تم نے بھول جانا ہے کہ کبھی یہاں آئے تھے۔''

''ایسا کیوں مہر صاحب؟'' میں نے الجھتے ہوئے پوچھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔

''ہم دنیا میں ہر اس جگہ پر ہیں جہاں ہماری ضرورت ہے' میں اس کا ایک حصہ ہوں۔ لیکن تم دونوں کے بارے میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ تمہاری آمد سے تقریباً دو ماہ قبل باباجی اچانک یہاں آئے' انہوں نے مجھے بتایا کہ دو مخالف سمتوں سے دو لوگ یہاں آئیں گے' انہیں سنبھال لینا' اس سے زیادہ انہوں نے بات نہیں کی تھی۔ پھر تم لوگ آ گئے' یہ بات میں نے تمہیں پہلے بھی بتائی تھی لیکن یہ بات اب تم سمجھ سکتے ہو۔''

''مہر صاحب' ایک منٹ!'' میں نے کہا تو وہ میری طرف دیکھنے لگا۔ تب میں نے کہا۔ ''آپ لوگ اور باباجی دونوں ایک.....''

''نہیں۔ شاید تم بھول رہے ہو' میں باباجی کا نام تک نہیں جانتا' میں یہاں پر' یہ سیٹ اپ بنانے کے لیے آیا تھا' کیونکہ یہ میرا علاقہ تھا اور میری بود و باش یہیں کی ہے۔ یہ میری ڈیوٹی ہے اور میں یہ ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ جب میں یہاں آیا تو انہی دنوں میری ان سے ملاقات ہوئی۔ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سمجھتا ہوں' انہوں نے روحانی طور پر میری بہت مدد کی ہے' سمجھ لو' مجھے اب یہ سمجھ لگ گئی ہے کہ کس ریچھ کو کہاں سے پکڑنا ہے' کس کتے کو کیا اشارہ کرنا ہے اور کس بندر کو کیسے نچانا ہے' یہ چیزیں مجھے وہ نہیں سکھا سکے جن کے لیے میں نے ساری جوانی تیاگ دی۔''

''وہ لوگ کون؟'' میں نے تیزی سے پوچھا۔

''یہ راز ہے' مجھے کچھ نہیں معلوم کہ کون کس جگہ پر کیا کر رہا ہے' لیکن سبھی انسانیت کے لیے کام کر رہے ہیں۔ وقت کے ساتھ تمہیں بھی معلوم ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ذہن میں رکھو' تم ہمارے نیٹ ورک کا حصہ نہیں ہو' ممکن ہے کبھی ہو جاؤ' میں نے تمہیں یہاں پر فقط بابا جی کی وجہ سے رکھا ہے' اب تم نے جانا ہے' لیکن اپنے گھر نہیں، جسپال کے ساتھ اس کے گاؤں۔''

''میں، اوگی جاؤں گا؟'' میں نے چونکتے ہوئے پوچھا تو جسپال بھی میری طرح چونک گیا۔

''یہ جمال کا امتحان ہے' اور اس کے بعد جسپال تمہارا امتحان ہوگا۔ شام ڈھلنے والی ہے' کھانا کھاؤ اور جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تم لوگوں نے آج رات ہی سرحد پار کرنی ہے، اب جاؤ تیاری کرو۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو ہم بھی اٹھ گئے۔ ذہن میں ایک دم سے نجانے کتنے سوال گونج اٹھے تھے۔ میں جب وہاں سے نکلا تو مجھے یوں لگا جیسے میں کوئی دنیا تسخیر کرتے وہاں سے نکلا ہوں۔

☆ ☆ ☆

رات گہری ہو چلی تھی۔ ہر طرف اندھیرے کا راج تھا۔ میں اور جسپال دو اونٹوں پر سوار چلتے چلے جا رہے تھے۔ صحرا میں چلنے اور منزل پر پہنچنے کی تربیت ہمارے کام آ رہی تھی۔ میں ستاروں کی ترتیب سے اپنی راہ پر تھا۔ مجھے چوکیوں کے بارے میں خوب اندازہ تھا۔ ان سے بچتے بچاتے ہم دونوں باڑ تک آ پہنچے جو ابھی ہم سے کافی دور تھی۔ ہم نے اونٹوں کو واپس ہانک دیا۔ اس وقت میں نے زمین پر لیٹ کر آلہ نکالا تا کہ اپنی سمت درست ہونے کا تعین کر لوں۔ ویسا ہی جسپال کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہمیں اپنی سمت کے درست ہونے کا یقین ہو گیا۔ ہم کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ ہمیں باڑ کے نیچے بنی سرنگ میں سے گزرنا تھا۔ جو مقامی بھارتی اسمگلروں نے اپنے لیے بنائی تھی اور اس رات انہوں نے اسی سرنگ سے پار آنا تھا۔ ہم بہت قریب جا کر رک گئے۔ ہمارے اندازے کے مطابق انہیں اب تک سامنے آ جانا چاہیے تھا۔ ہم زمین سے چپکے ہوئے تھے اور ہماری نگاہیں سامنے لگی ہوئی تھیں۔ روشنی پھیلنے میں ابھی تین گھنٹے سے زیادہ کا وقت تھا۔ تاہم باڑ پر لگی روشنی سے اردگرد کا سارا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ بلاشبہ وہ اسمگلر وہاں کی سرحدی فورسز کے میل ملاپ ہی سے سرحد پار کرتے تھے۔ ہم زمین سے لگے انتظار کر رہے تھے۔ تبھی سرنگ میں سے ایک بندہ رینگتا ہوا باہر نکلا' اس نے ایک دو لمحے باہر کا جائزہ لیا اور پھر آگے بڑھ آیا۔ اس کی کمر پر بڑا سا رابیگ تھا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے چھ بندے باہر آئے' ان کے پاس ویسے ہی بیگ تھے۔ نجانے اس میں کیا تھا۔ وہ رینگتے ہوئے ہم سے کچھ فاصلے پر دائیں جانب بڑھتے چلے گئے۔ ہم مقررہ وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی وہ وقت ہوا' سرنگ میں سے ٹارچ کی روشنی دو بار جل کر بجھ گئی۔ ہم تیزی سے رینگتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ سرنگ میں سے ہو کر دوسری جانب باہر نکل آئے۔ سامنے کوئی نہیں تھا' ہم رینگتے ہوئے کافی فاصلہ طے کر گئے' یہاں تک کہ ہمیں ٹارچ کی روشنی سے پھر بتایا گیا کہ ہم نے کدھر جانا ہے' کچھ ہی فاصلے پر تین بندے کھڑے تھے۔ ہم نے کھڑے ہو کر ان سے ہاتھ ملایا تو ان میں سے ایک بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''چلو بھائی' اب گاڑی میں بیٹھو۔'' اس نے ٹارچ کی روشنی میں ذرا سے فاصلے پر کھڑی فوروہیل جیپ کی جانب اشارہ کیا۔ ہم اس میں بیٹھے تو گاڑی چل دی۔ تقریباً آدھا گھنٹہ سفر طے کرنے کے بعد ایک ڈیرے میں جا پہنچے۔ اس دوران انہوں نے ہم سے کوئی بات نہیں کی۔ گاڑی سے اترے تو دیکھا' ایک طرف کچے کمروں کی قطار تھی' جس کے باہر مویشی بندھے ہوئے تھے۔ سامنے رہائشی عمارت دکھائی دے رہی تھی۔ ایک طرف کچھ لوگ چارپائیوں پر پڑے سو رہے تھے۔ وہ تینوں ہمیں لیتے ہوئے رہائشی عمارت کی جانب چل پڑے۔ سامنے ہی بڑے سارے کمرے میں ایک ادھیڑ عمر موٹا سا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ سفید ململ کا کرتا اور دھوتی پہنے ہوئے تھا' سر پر خشخشی چھوٹے چھوٹے بال' موٹے چہرے پر موٹی مونچھیں' باقی نقوش کے مقابلے میں اس کی آنکھیں چھوٹی تھیں۔

''آؤ بھائیا آؤ، وقت پر پہنچ گئے۔ آؤ بیٹھو۔'' اس نے اپنے دائیں جانب دھری کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ تینوں اندر چلے گئے تو وہ بولا۔ ''جسپال کا تو ادھر کوئی مسئلہ نہیں ہے' مسئلہ جمال کا ہوگا۔''

''کیسا مسئلہ؟'' میں نے پوچھا۔

''کاغذات تو تیرے بن گئے ہیں۔ تو امرتسر کا رہائشی ہے۔ جس خاندان سے تو تعلق رکھتا ہے اس بارے میں سب کچھ تیرے ای میل میں ہے' دیکھ لینا' بس ذرا دھیان سے زبان سے نہ پکڑے جانا۔ باقی سب ٹھیک ہے۔ تیرا خاندان مسلمان ہی ہے اور تقسیم سے پہلے کا امرتسر میں رہ رہا ہے۔''

''چلو یہ تو میں دیکھ لوں گا، کوئی اور بات؟'' میں نے پوچھا تو وہ بولا۔

''اب کہانی سن لو.....'' اس نے چند لمحے جسپال کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''تجھے چند غنڈے اٹھا کر لے گئے تھے چندی گڑھ سے۔ انہوں نے ہی تم پر شاپنگ مال میں فائرنگ کی تھی پھر انہوں نے تجھے کہاں رکھا' یہ نہیں معلوم۔ بس یہی بات منواتے رہے کہ تو نے رن ویر سنگھ انسپکٹر کو قتل کیا ہے۔ ویسے بھی تمہاری حالت پہلے والی نہیں رہی۔ وہاں سے تمہیں نکال کر نجانے کس جگہ لے جا رہے تھے کہ راستے میں جمال کی مدد سے تم فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور اب جالندھر میں ہو' یہ تم پریس کانفرنس میں کہو گے' اور یہ بھی کہ ہر طرح کی عدالت میں' ہر طرح کی تفتیش کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو، اور سیدھے سبھاؤ رویندر سنگھ اور رن ویر سنگھ کا نام لے دینا ہے۔''

''کیا جمال کو پریس کے سامنے لایا جائے گا۔ میرا خیال.....'' جسپال نے کہنا چاہا لیکن وہ بات کاٹ کر بولا۔

''تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ یہ کسی جگہ رہے گا' بعد میں تمہارے ساتھ آن ملے گا۔ ان چند دنوں میں اسے کچھ سکھایا جانا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' جسپال مطمئن ہو گیا۔

''اب تم لوگ رہنا چاہو تو رہو' اپنی حالت درست کرو' کھانا وغیرہ کھاؤ اور یہاں سے نکل جاؤ' تم لوگوں نے تقریباً دس بارہ گھنٹے کا سفر کرنا ہے۔'' اس نے کہا اور اٹھ گیا۔ تبھی دو نوجوان آئے اور ہمیں ایک کمرے تک رہنمائی کی۔ وہاں کچھ دیر رہے اور پھر اگلی سہ پہر تک ہم جالندھر جا پہنچے۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ جالندھر شہر کے باہر کوئی پوش علاقہ تھا۔ جس کے ایک بڑے سارے بنگلے میں مجھے ڈراپ کر کے وہ جسپال کو لے کر چلے گئے۔ میں بہت تھک گیا تھا' مگر سامنے اپنی میزبان کو دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔ وہ لمبے قد کی سروقد حسینہ تھی' سانولے رنگ کی' جس کے نقوش تیکھے تھے۔ وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے میری جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کے گیسو' محض بوائے کٹ تھے' سلیولیس شرٹ اور شارٹس پہنے ہوئے تھی' اس کے دائیں ہاتھ میں لوہے کا کڑا تھا۔ اگرچہ وہ پتلی سی تھی لیکن نسوانی حسن میں خاصی بھاری اور پرکشش تھی۔ اس نے میری جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میں دلجیت کور..... آپ کی میزبان، آپ مجھے صرف دل بھی کہہ سکتے ہو۔''

میں نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے ٹھیٹ پنجابی میں کہا۔

''لیکن یہ آپ جناب تو نہیں چلے گا اگر میں صرف دل کہوں گا تو؟''

'اوتم جو مرضی کہنا، اندر تو آ جاؤ کہ ساری باتیں ادھر ہی کرنی ہیں۔'' اس نے ہنستے ہوئے کہا اور ہم چلتے ہوئے ڈرائنگ روم میں صوفوں پر آ بیٹھے۔ تب وہ بولی۔ ''میں تجھے آرام کا اس لیے نہیں کہوں گی کہ ابھی جسپال کی پریس کانفرنس ٹی وی پر آنے والی ہو گی' وہ سن لیں تو پھر آرام کر لینا۔ لیکن اتنا وقت ہے کہ تم نہا کر کپڑے بدل لو اگر.....''

''میں فریش ہونا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا تو وہ مجھے لے کر ایک کمرے میں آ گئی۔

میں فریش ہو کر واپس ڈرائنگ روم میں آیا تو وہ صوفے پر ٹانگیں سیدھے کیے نیم دراز تھی۔ اس کا رخ ٹی وی کی طرف تھا' میز پر چائے دھری ہوئی تھی اور ایک لیپ ٹاپ سامنے والے صوفے پر پڑا تھا۔

''جمال۔! اپنی ای میل دیکھ لو' پھر باتیں ہوں گی۔''

میں نے لیپ ٹاپ کھولا اور اس میں کھو گیا۔ امرتسر والے جمال کے بارے میں کافی معلومات تھیں' تصویریں اور ویڈیوز تھے۔ میں انہیں دیکھ رہا تھا کہ دل جیت بولی۔

''ادھر دیکھو جمال! وہ دائیں طرف سنہری عینک والا کیشو مہرہ ہے۔''

ٹی وی پر جسپال کافی ساری صحافیوں میں گھرا ہوا تھا' وہ بڑے اعتماد سے وہی کہانی دہرا رہا تھا' وہ جب کہہ چکا تو ایک صحافی خاتون نے سوال کیا۔

''وہ شخص' جس نے آپ کو فرار ہونے میں مدد دی' اب وہ کہاں ہے؟''

''میں نہیں جانتا' میں چاہوں گا کہ وہ مجھے ملے' میں اس کا احسان مند ہوں' میں نے اسے اپنے گاؤں کے بارے میں بتا دیا تھا۔''

''انہوں نے آپ پر تشدد بھی کیا۔''

''پہلے پہل کیا' پھر ذہنی اذیت دیتے رہے' میں اپنے سفارت خانے کے ذریعے ہی قانونی چارہ جوئی کروں گا۔''

اس طرح کی کچھ باتوں کے بعد جسپال کی پریس کانفرنس ختم ہو گئی۔ میں چائے ختم کر چکا تھا' تب دل جیت بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اب جاؤ اور آرام کرو۔ رات کھانے پر جگاؤں گی۔''

''وہ تو ٹھیک ہے' لیکن کیا یہاں تیرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں رہتا؟'' میں نے تجسس سے پوچھا تو وہ دائیں آنکھ دبا کر بولی۔

''کیوں، نیت خراب ہو رہی ہے مجھ پر۔ تو اگر مجھے ہاتھ لگا لے تو میں تیری، پھر جو مرضی کر لینا۔'' اس نے یہ لفظ کہے تو نجانے مجھے تانی کیوں یاد آ گئی۔ ایسا ہی خمار اس کا تھا۔ مجھے ایک دم سے اس پر غصہ آ گیا۔ تاہم میں نے تحمل سے کہا۔

''میری تو نہیں' ممکن ہے تمہاری نیت خراب ہو۔ اس لیے یہاں اکیلی ہو' اور باقی رہی ہاتھ لگانے والی بات' تو میں عورتوں سے نہیں لڑتا۔ ورنہ ہاتھ تو کیا تو پوری کی پوری میرے ساتھ آ لگے۔''

''تو نہ سہی میں تو مردوں سے لڑتی ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ چشم زدن میں اٹھی اور تن کر میرے سامنے کھڑی ہو گئی۔ میں نے اس کے تیور دیکھے اور لیپ ٹاپ ایک طرف رکھتے ہوئے اس کے چہرے پر دیکھا۔ تب وہ بولی۔ ''یہیں لڑو گے یا.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ تبھی وہ ہوا میں اچھلی اور کک ماری' میں اگر محتاط نہ ہوتا تو وہ میری گردن پر پڑتی۔ میں وہاں سے ہٹ گیا تھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کوئی عام فائٹر ہوتا تو خالی جانے والی کک سے تھوڑا بہت ہی لڑکھڑاتا' مگر وہ اپنے ہی پاؤں پر گھومی اور مجھ پر جست لگا دی۔ وہ میرے سر کے برابر تک آ گئی تھی۔ میں ذرا سا جھکا' وہ جیسے ہی میرے سر کے اوپر آئی میں نے دونوں ہاتھوں سے اسے قابو کر لیا۔ وہ کمر کے پاس سے میرے قابو آئی تھی۔ میں نے اپنے جسم کو لچک دی' دونوں ہاتھوں پر اسے گھمایا اور پوری قوت سے صوفے پر دے مارا۔ ایک لمحے تک وہ اٹھ ہی نہ سکی' میں چاہتا تو وہیں پر اسے ڈھیر کر دیتا' مگر میں نے اس کے اٹھنے کا انتظار کیا۔ تبھی وہ اچھل کر یوں کھڑی ہو گئی جیسے اس میں اسپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ وہ میرے مدمقابل تھی۔ وہ چند قدم لے کر مکا میرے منہ پر مارنا چاہتی تھی لیکن یہ اس کی چال تھی۔ وہ یکدم جھکی' ہتھیلی زمین پر ٹکائی اور اپنی ٹانگ میرے پیٹ پر مارنا چاہی' یا شاید اس کا نشانہ کچھ اور تھا' میں نے ذرا سا پیچھے ہو کر اس کی ٹانگ پکڑ لی' میں نے اسے دوبارہ زمین پر نہیں ٹکنے دیا۔ بلکہ دائرے میں گھمانا چاہا۔ ابھی دائرہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ اس نے جسم کی کمال لچک دکھائی' وہ خود کو لپیٹتی ہوئی میری جانب آئی اور میرے کاندھوں پر اپنے ہاتھ جما دیئے۔ میں نے اس کی ٹانگ چھوڑی تو اس نے اپنا سارا وزن مجھ پر ڈال دیا۔ تبھی میں نے پھرا سے پیٹ ہی سے پکڑا' ایک جھٹکے سے اسے اوپر اٹھایا' اور پھر گھما کر صوفے پر دے مارا' میں جان بوجھ کر اسے فرش پر نہیں مارنا چاہتا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ پھرا چھل کر کھڑی ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ مجھ پر جھپٹی' میں جان بوجھ کر آگے بڑھ گیا اور اسے یوں گلے لگا لیا جیسے معانقہ کر رہا ہوں۔ وہ میرے سینے کے ساتھ لگی ہوئی تھی اور میں اس کی کمر پر زور ڈال کر اسے دہری کر رہا تھا' میں اس وقت حیران رہ گیا جب وہ دہری ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اس کا سر اس کی پشت سے لگ گیا۔ وہ اپنے جسم کی لچک کا بہت فائدہ لے رہی تھی۔ میں نے ایک دم سے اسے چھوڑ دیا۔ وہ مجھے پکڑنا چاہ رہی تھی' لیکن میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی۔ یہ بڑا خطرناک داؤ تھا' اس کی گردن کی ہڈی بھی ٹوٹ سکتی تھی۔ وہ بالکل بے بس ہو گئی' دونوں ٹانگوں کے درمیان سے پکڑی ہوئی گردن' وہ دہری تھی اور اس کا پیٹ اوپر تھا۔ وہ اپنی لچک ہی میں مار کھا گئی۔ میں نے چند لمحے اسے یونہی رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ وہ قالین پر گر گئی۔ میں نے اپنا پاؤں اس کے پیٹ پر رکھ دیا۔ اس نے نیم وا آنکھوں سے میری جانب دیکھا' پھر ہنس دی۔ اور اپنا ہاتھ اٹھا دیا۔ میں نے پاؤں ہٹایا تو اٹھتے ہوئے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''گڈ۔!اب تم مجھے ہاتھ لگا سکتے ہو۔''

''مگر میں ضرورت محسوس نہیں کرتا۔''میں نے کہا اور لیپ ٹاپ کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔پھر اس کے بدن کو بھرپور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔''تم میں لچک بہت ہے'لیکن اس کا بے جا استعمال تمہارے لیے خطرناک ہوسکتا ہے۔''

''میں نے آج محسوس کیا ہے'چلو'اب دوستی.....''اس نے اپنا ہاتھ میری جانب بڑھایا'میں نے انتہائی احتیاط سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ تب وہ بولی۔''تمہارے لڑنے کا انداز بھی اچھا ہے'خیر'اب جاؤ اور جا کر آرام کرلو،رات کھانے پر ملاقات ہوگی۔''

میں اٹھا اور اپنے لیے مخصوص کمرے میں چلا گیا۔آتے وقت میں لیپ ٹاپ لانا نہیں بھولا'میں کچھ دیر اس کے ساتھ کھیلتا رہا'پھر اسے بند کر کے ایک طرف رکھا'دلجیت کے ساتھ ذرا سی ہاتھا پائی سے میں سمجھ گیا تھا کہ میرے یہاں کے میزبان صرف میرے بارے میں جاننا چاہ رہے تھے'ممکن ہے ابھی کچھ مرحلے مزید آئیں۔میں نے سب کچھ ذہن سے نکالا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

☆ ☆ ☆

پرتکلف ڈنر کے بعد دلجیت کور نے میری طرف دیکھتے ہوئے پرسکون لہجے میں کہا۔''کیا خیال ہے'آئس کریم کہیں باہر سے چل کر کھائیں۔''اس کے ساتھ ہی قریب کھڑے ملازم کو برتن اٹھانے کا اشارہ کردیا۔

''کیا ایسے ہی چلوگی'یا کوئی ڈھنگ کے کپڑے بھی پہنوگی۔''میں نے کہا تو ہنستے ہوئے بولی۔

''جیسا تم کہو۔''اس نے آنکھ دبا کر کہا۔پھر اٹھتے ہوئے بولی۔''تمہارے لیے کپڑے بیڈ پر پڑے ہیں'وہ پہن کے آؤ'پھر نکلتے ہیں۔''

میں اٹھ کر کمرے میں گیا تو وہاں پر نیلی جین اور سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ پڑی تھی۔قریب ہی جاگر پڑے تھے۔میں نے شلوار قمیص کی جگہ وہ پہن لی اور تقریباً دس منٹ بعد جب میں ڈرائنگ روم میں آیا تو وہ ہلکے نیلے رنگ کے شلوار سوٹ میں تھی۔اس کی شلوار خاصی گھیر والی اور قمیص سلیولیس اور بہت تنگ تھی۔یوں لگ رہا تھا کہ اس کا اوپری جسم باہر نکلنے کے لیے احتجاج کر رہا ہے اس وقت تک ملازمین نے ڈائننگ ٹیبل صاف کردیا تھا۔وہ کھڑی انگلی میں چابی گھما رہی تھی۔مجھے اپنا جائزہ لیتے ہوئے دیکھ کر وہ بولی۔

''مجھے ہی نہ دیکھتے رہو'چلو باہر کی دنیا دکھاتی ہوں۔''

اس پر میں کچھ نہ بولا'بلکہ باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔پورچ میں سیاہ رنگ کی کرولا ٹائپ کار کھڑی تھی۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکی تو میں پسنجر سیٹ پر آن بیٹھا۔چوکیدار نے گیٹ کھولا اور جیسے ہی ہم باہر نکلے تو مین سڑک کی جانب جاتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولی۔

''میں جالندھر کی نہیں ہوں'مجھے یہاں آئے ہوئی تین ماہ ہوگئے ہیں'میرے ذمے ایک خاص مشن ہے'اس کے لیے کچھ لوگ مجھے دیئے گئے ہیں'جن میں سے ایک تم بھی ہو۔وہ سارے اسی بنگلے میں نہیں ہیں'اسی شہر کے مختلف علاقوں میں ہیں۔''

''اور تم مجھے ان سے ملوانے لے جارہی ہو۔''میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''نہیں ابھی تو صرف آئس کریم کھلانے لے جارہی ہوں۔''اس نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اور کچھ بتانا چاہو گی۔'' میں نے فطری تجسس کے تحت پوچھا۔

''بہت کچھ۔ ابھی تو میں نے اپنے دل کا حال تم سے کہنا ہے۔'' اس نے فریفتہ ہو جانے والے انداز میں کہا اور اصل بات گول کر گئی۔ میں نے بھی دوبارہ نہیں پوچھا تو کچھ دیر بعد بولی۔ ''میں اس خاص مشن کی ساری تفصیلات واپس آ کر پوری تفصیل سے بتاؤں گی۔ اس دوران ہم تھوڑا بے تکلف تو ہو جائیں۔'' اس نے بایاں ہاتھ کی پشت سے میرا گال سہلا دیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ جو کچھ وہ دکھائی دے رہی ہے' وہ ویسی نہیں ہے۔ میں نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک کمرشل ایریا میں جا پہنچی۔ جہاں اچھی خاصی رونق تھی۔ وہ ایک جگہ جا کر رک گئی۔ ہم کار سے اترے اور ایک دوکان کی جانب چل دیئے۔ اس آئس کریم شاپ کے سامنے دور تک کرسیاں بچھی ہوئی تھیں اور لوگ اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کے ساتھ انجوائے کر رہے تھے۔ آئس کریم کا آرڈر دے کر اس نے دھیرے سے مگر گہری سنجیدگی سے پوچھا۔

''یہ ارد گرد کی عمارتیں دیکھ رہے ہو جمال؟''

''ہاں دیکھ تو رہا ہوں' کوئی خاص بات؟'' میں نے عام سے انداز میں جواب دیتے ہوئے پوچھا تو اس نے ایک خاص عمارت کا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ عمارت ایک ڈانسنگ بار ہے' شہر کے مخصوص لوگ یہاں آتے ہیں۔ کچھ دیر کے لیے ہلا گلا کرنے' جوا کھیلنے اور عیاشی کرنے۔ اور اس سے کچھ دیر بعد یا کافی دیر بعد ایک بندے نے اپنے گارڈز کے گھیرے میں نکلنا ہے' اور ہم نے اسے شوٹ کرنا ہے۔''

اس کے یوں کہنے پر میں نے غیر محسوس انداز میں دوبارہ اس طرف دیکھا اور پھر ارد گرد کا جائزہ لیا۔

''تم نے دیکھا ہوا ہے اسے؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں' کئی بار' وہ جب بار سے نکلے گا تو میں تمہیں بتا دوں گی' میری آنکھیں اسی عمارت کے اندر موجود ہیں۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا تو میں نے پوچھا۔

''ٹھیک ہے' لیکن نکلنے کا راستہ تم نے طے کیا ہوا ہے؟''

''ہاں' اس کی تم فکر نہ کرو۔ تمہارے پاس زیادہ سے زیادہ دو منٹ ہوں گے۔ پسٹل اور گن' جو تم چاہو' وہ کار میں پڑا ہوا ہے۔'' اس نے ویٹر کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ ''یہاں کی آئس کریم بہت اچھی ہے۔'' ویٹر تیزی سے آئس کریم رکھ کر چلا گیا اور میں ذہنی طور پر پلان کرنے لگا کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔ کچھ دیر بعد جب ہم آئس کریم ختم کر چکے ہو میں نے کہا۔

''دلجیت اٹھو۔''

''لیکن ابھی.....'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں نا کہ اٹھو۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ بھی اٹھ گئی۔ ویٹر تیزی سے آیا تو دلجیت نے اس کا بل دے دیا۔ ہم ٹہلتے ہوئے کار میں چلے گئے۔ ''اگر یہی پلان تم مجھے پہلے بتا دیتی تو میں تمہیں یہاں نہ بیٹھنے دیتا' ہم یہاں نظروں میں آ چکے ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ممکن ہے تمہاری سوچ ہو لیکن میں تقریباً روزانہ آتی ہوں اور کوئی نہ کوئی میرے ساتھ ہوتا ہے اور دیکھنا میں کل بھی تمہیں لے کر یہاں آؤں گی۔''

''اچھا چلو کار نکالو۔'' میں نے کہا اور پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ پچھلی نشست کے نیچے گن اور پسٹل پڑا ہوا تھا۔ دلجیت نے کار آہستہ نکال لی' اس کی نگاہیں سیل فون پر تھیں اور میں اس پورے علاقے کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے گن اٹھائی' وہ زیادہ رینج کی تھی' اس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ میں نے اسے دیکھا' اسے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد اپنے پاؤں میں رکھ لی' یہ اطمینان کرنے کے بعد میں نے کہا۔ ''جیسے ہی تمہیں اس کے باہر نکلنے کی اطلاع ملے' کار اس عمارت کے سامنے لے آنا' مجھے صرف اتنا بتا دینا کہ وہ کون ہے' کار روکنا نہیں' اسپیڈ سے چلتے جانا۔''

''او کے۔'' اس نے کہا اور کار لے کر ایک سڑک پر چل دی۔ وہ بہت آہستہ رفتار سے جا رہی تھی۔ اچانک اس نے تیزی سے یوٹرن لیا اور بولی۔ ''وہ باہر نکل رہا ہے۔''

اس نے کہا تو میں الرٹ ہو گیا۔ میرے بدن میں سنسنی دوڑنے لگی۔ بہت عرصے بعد میں نے یوں محسوس کیا تھا۔ تقریباً دو منٹ کے بعد وہ عمارت دکھائی دینے لگی۔ ذرا اور قریب جا کر دلجیت بولی۔

''وہ دیکھو وہ چار لوگوں کے درمیان لمبے بالوں والا لڑکا' ریڈ شرٹ' ابھی کار سامنے آئے گی اور وہ اس میں بیٹھ جائے گا۔''

''تیز چلو۔'' میں نے کہا اور گن کی نال ونڈو پر رکھ دی۔ بالکل سامنے جب وہ آیا تو میرے نشانے پر تھا' میں نے فائر کر دیا۔ ذرا سی آواز ابھری تھی' میں نے گھوم کر دیکھا' وہ اپنا سینہ تھامے تڑپ رہا تھا۔ ''دل تیز نکلو۔''

''کیا ہوا؟''

''فائر لگ گیا ہے۔'' میں نے کہا تو دلجیت نے انتہائی تیز رفتاری سے کار بڑھاتی چلی گئی۔ ایک کراس پر اس نے رفتار دھیمی کی اور پھر نارمل انداز میں چلنے لگی۔ تبھی اس کا سیل فون بج اٹھا۔ اس نے کان سے لگایا' پھر جوش سے بولی۔

''یس..... جمال..... یس..... پھاڑ دیا سینہ اس کا..... چل اب گھر جا کے سیلی بریٹ کرتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ چلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وہ بنگلہ آ گیا۔ چوکیدار نے گیٹ کھولا تو وہ کار پورچ میں لے جا کر روک دی۔ میں باہر نکلا تو وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اترتے ہی میرے گلے لگ گئی۔ خوشی میں نجانے کتنی بار میرا منہ چوم لیا۔

''او خیر تو ہے، پاگل ہو گئی ہے تو.....'' میں نے اسی پرے دھکیلتے ہوئے کہا۔

''او یار' اس قتل کا اثر کیا ہے' تم نہیں جانتے' آؤ بتاؤں۔'' یہ کہہ کر اس نے میرا بازو پکڑا اور ہم اندر چلے گئے۔ وہ ڈرائنگ روم میں نہیں رکی' بلکہ مجھے اپنے بیڈ روم میں لے گئی۔ اس نے ٹی وی آن کیا' اور اپنے جوتے اتار کر میرے جوتے اتارنے لگی۔ میں اس کے طرز عمل پر حیران تھا۔ میں جب آلتی پالتی مار کر بیڈ پر بیٹھ گیا تو وہ بولی۔ ''سن جمال! یہ جس لڑکے کو تم نے قتل کیا ہے' یہ یہاں کے سب سے خطرناک اور بااثر بندے کا اکلوتا بیٹا ہے۔ مدثر لعل نام ہے اس کا۔ بظاہر بڑا سرمایہ دار ہے' صنعت کار ہے' لیکن اس شہر پر راج کرتا ہے' اور پچھلے تین برس سے وہ پورے جنوبی ایشیا میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پھیل جانے کے لیے پر تول رہا ہے۔''

''اتنے بڑے آدمی کا بیٹا اور یوں کھلے عام، چند گارڈز کے ساتھ؟'' میں نے پوچھا۔

''جنگل میں ایک ہی شیر حکومت کرتا ہے اور مدبن لعل ایسا ہی ہے' کوئی اس کے خلاف سر اٹھانے کی جرات نہیں کر پا رہا ہے۔'' اس نے جوش سے کہا۔

''تمہارا اس کے ساتھ کیا لینا دینا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''یہ میرا مشن ہے۔'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو رکی پھر بولتی چلی گئی۔ ''اس شخص مدبن لعل نے یہاں بہت بڑی کیمیکل فیکٹری لگائی ہے جو بظاہر بے ضرر ہے لیکن یہ اس میں ایک ایسا کیمیکل تیار کر رہا ہے جو پانی میں ملا دیا جائے تو وہ تیز شراب بن جاتی ہے' جو فوری طور پر تو کوئی برے اثرات نہیں دکھاتی' لیکن چند ہی ہفتوں بعد شراب پینے والا کینسر جیسے موذی مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔''

''اصل بات بتاؤ۔ سیاسی بیان نہ دو۔''

''تو سنو۔! یہ بندہ سکھ قوم کے انتہائی خلاف ہے جس طرح انتہا پسند ہندو' مسلمانوں کو بھارت میں نہیں دیکھنا چاہتے اور انہوں نے پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا' مدبن لعل ان لوگوں میں شامل ہے جو سکھوں کو بھارت میں نہیں دیکھنا چاہتے' اور خالصتان تحریک کے اس قدر مخالف ہیں کہ اپنی زندگی اس کی مخالفت میں لگا دی ہے۔ یہ شراب اس کا سب سے بڑا وار ہے' وہ اپنے پورے پلان کے ساتھ یہ شراب سکھ نوجوانوں کو مفت دے رہا ہے' ابھی یہ اس کے تجرباتی مراحل میں ہے' اس کا پلان ہے کہ جنوبی ایشیاء میں ایک تنظیم کھڑی کرے اور اُس تنظیم کو باقاعدہ اس کام پر لگا دے' کاروباری بنیاد پر، تاکہ لوگ اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں دولت کمانے کے لئے۔ اور میں، اس کا سب کچھ ختم کر دینا چاہتی ہوں۔'' آخری لفظ دلجیت نے انتہائی نفرت سے کہے۔

''کیا یہ اکیلا ہی ایسا کر رہا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''نہیں' یہاں کی خفیہ ایجنسی اس کے ساتھ ہے۔ اب دیکھنا اس قتل پر کتنا شور مچتا ہے۔ یہ سیدھے سیدھے الزام دہشت گردوں پر لگائے گا اور سخت سے سخت قانون بنانے کا مطالبہ کرے گا لیکن اب ہمارے پاس صرف پانچ دن ہیں۔ صرف پانچ دن۔''

''وہ تم جانو کہ تم کیا کرتی ہو' مجھے بتاؤ' میں نے کیا کرنا ہے۔''

''فی الحال یہ دیکھو۔!'' اس نے ٹی وی اسکرین پر نگاہیں جماتے ہوئے کہا۔ منوہر لعل چل بسا تھا۔

''تم دیکھو' میں سونے کے لیے جا رہا ہوں۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس نے مجھے اپنی بغل میں لیتے ہوئے کہا۔

''اوئے ٹھہر جا، ابھی تو سیلی بریٹ.....''

میں نے آہستگی سے اپنا آپ چھڑایا اور باہر کی جانب چل پڑا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جیسے ہی جسپال نے پریس کانفرنس ختم کی' اس پر سوالوں کی بوچھاڑ ہوگئی۔ بہت سارے صحافی سب کچھ جان لینا چاہتے تھے لیکن کیشیو مہرہ نے جسپال کو ان سب کے درمیان سے نکالنے کے لیے اپنے بندوں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے جسپال کو گھیرے میں لیا اور باہر کی جانب چل پڑے۔ چند لمحے بعد کیشیو مہرہ بھی اس کے ساتھ باہر آ گیا' وہ دونوں کار میں بیٹھے تو کار چل دی۔ تب وہ بولا۔

''جسپال! اب میرا اور تمہارا ساتھ ایک وکیل اور کلائنٹ ہی کا رہ گیا ہے' اب تم جن کے ساتھ ہو وہ بہت بڑے لوگ ہیں۔''

''میں سمجھا نہیں' مہرہ جی' آپ کیا کہنا چاہ رہے ہو؟'' جسپال نے پوچھا۔

''تمہارے یہاں آنے سے پہلے تک مجھے خبر نہیں تھی کہ تم کہاں ہو اور اتنا عرصہ کہاں رہے ہو۔ بہر حال مجھے اور جسمیندر کو یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اب تم ان لوگوں کی ذمے داری ہو۔ اس معاملے میں انہوں نے اچھی خاصی بریفنگ دی ہے' اب میرا معاملہ صرف اتنا ہے کہ چند دن کے اندر اندر تمہاری جائیداد والا معاملہ حل کر دوں اور مجھے امید ہے کہ وہ اب تک حل بھی ہو گیا ہوگا۔ میری تو صرف فارمیلیٹی ہوگی۔'' اس نے یوں کہا جیسے وہ مرعوب ہو گیا ہو۔ تب جسپال نے پھر پوچھا۔

''کیا کہنا چاہ رہے ہیں آپ؟ وہ لوگ کون؟ میں سمجھا نہیں۔''

''بہت جلد سمجھ جاؤ گے۔ اب تم سیدھے اوگی جاؤ بے فکر ہو کر۔'' اس نے مبہم سی بات کی اور ایک جگہ ڈرائیور کو رکنے کا اشارہ کیا۔ ڈرائیور رک گیا۔ کیشیو مہرہ اترا تو کار پھر سے چل دی۔

سورج مغربی افق میں ڈوب چکا تھا۔ جب جسپال اوگی میں کوٹھی کے سامنے پہنچا۔ اس نے دور ہی سے دیکھا' کوٹھی کے سامنے بہت سارے لوگ جمع تھے۔ یہ ایک طرح سے خطرناک معاملہ تھا۔ اگرچہ ان کا انداز استفہامیہ ہی لگتا تھا مگر ان میں کوئی دشمن بھی ہو سکتا تھا۔ وہ محتاط ہو گیا۔ جیسے ہی ان کے پاس کار رکی' وہ اتر آیا۔ لوگوں نے پھولوں کے ہار اس کے گلے میں ڈالی' ایک طرف ڈھول بجنے لگا۔ ان میں وہی لوگ پیش پیش تھے جو ایک بار اسے گھر آ کر ملے تھے۔ وہ کچھ دیر ان سے ملتا ملاتا رہا' پھر اندر کی جانب چل دیا۔ بنتا سنگھ نے گیٹ بند کر دیا۔ سامنے کلجیت کور' ہرپریت اور انوجیت کھڑے تھے۔ ہرپریت اسے بڑی گہری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ سب سے گلے ملا' پھر ڈرائنگ روم میں اس نے وہی کہانی سنائی جو کچھ دیر پہلے پریس کانفرنس میں سنا چکا تھا۔ تبھی انوجیت نے کہا۔

''تم نے دیکھا' تمہاری واپسی پر اوگی پنڈ والوں میں اتنا جوش و خروش کیوں ہے؟''

''ہاں' یہ میں جاننا چاہوں گا۔'' جسپال نے تجسس سے پوچھا۔

''تم نے جو بلجیت سنگھ کے ساتھ کیا تھا' یہ ان کی اندر کی خواہش تھی' وہ دوبارہ لوٹ کر اوگی آ ہی نہیں سکا ہے' ابھی تک دہلی میں ہے' اپنے باپ کے پاس۔ ان کا تو جیسے یہاں سے صفایا ہی ہو گیا ہے۔'' انوجیت نے بتایا۔

''میں نے سنا تم پر پولیس نے بہت تشدد کیا؟'' جسپال نے آہستگی سے پوچھا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے بولا۔ ''یار یہ تو چلتا ہی رہتا ہے تو بے فکر رہو۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''چل پتر۔! اب تو فریش ہو جا' میں اتنی دیر میں کھانا لگواتی ہوں۔'' کلجیت کور نے کہا تو اس نے سر ہلاتے ہوئے ہر پریت کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا اور وہ بڑے غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے مبہم سا اشارہ کر کے اٹھ گیا۔

جیسے ہی وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو اسے احساس ہوا کہ یہاں تو کچھ بھی نہیں بدلا۔ جبکہ اس کی اپنی دنیا بدل چکی تھی۔ ہر شے ویسے کی ویسے ہی پڑی ہوئی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد ہر پریت اندر داخل ہوئی۔ وہ اس کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس میں جوش وخروش ختم ہو کر رہ گیا ہو۔ وہ اس کے پاس گیا اور دونوں ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔

''پریتی! کیا ہوا تجھے' ایسا کیوں؟'' اس نے پریشانی میں پوچھا۔ وہ اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اور وہ کچھ دیر اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔ پھر ایک دم سے اس کے سینے کے ساتھ لگ کر رونے لگی۔ ''پریتی! کیا ہوا؟ مجھے بتاؤ' تم کیوں رو رہی ہو؟''

''پہلی بار! مجھے خوف آیا ہے تیرے جانے کے بعد۔ میں تجھے کھونا نہیں چاہتی جسپال۔ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔''

''اوہ۔! میں سمجھا' پتہ نہیں کیا ہو گیا۔'' اس نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے اسے الگ کیا تو ہر پریت کا چہرہ ویسا ہی ستا ہوا اور آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ اس نے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں جسپال' بہت کچھ بدل گیا ہے۔''

''کچھ بھی نہیں بدلا اور اپنا یہ موڈ ٹھیک کرو' میں نے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔'' جسپال نے خوشگوار موڈ میں کہا تو وہ دھیرے سے غم زدہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

''اب تو تیرے ساتھ باتیں کرنی ہیں' یا پھر تیری ہی باتیں کرنی ہیں۔ تیرے بنا اب رہ کیا گیا ہے۔'' اس کے یوں کہنے پر جسپال نے ایک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں ہر پریت۔! میں تمہیں پہلے جیسا ہی دیکھنا چاہتی ہوں۔ زندگی سے بھرپور۔''

''ٹھیک ہے۔'' اس نے کہا اور آنسو پونچھتی ہوئی ادھر ادھر دیکھ کر بولی۔ ''تم جاؤ باتھ روم میں تمہارے لیے کپڑے نکال دیتی ہوں۔''

جسپال نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور باتھ روم کی طرف چل دیا۔

کھانے پر دیر تک باتیں چلتی رہیں۔ اس نے اپنے بارے میں کم اور وہاں کی صورت حال کے بارے میں زیادہ بات کی۔ بظاہر اوگی میں اب کوئی خطرہ نہیں تھا۔ بلجیت اور اسکا خاندان یہاں سے جا چکا تھا۔ انوجیت کو پھنسایا گیا تھا لیکن دلبیر سنگھ نے اس کی بہت مدد کی تھی۔ پولیس کے علاوہ جہاں جہاں بھی ضمانت دینے کی ضرورت پڑی' وہاں دلبیر سنگھ نے ہی ضمانت دی۔ اس کے ساتھ ہی وہ سارے لوگ جو بلجیت سنگھ سے تنگ تھے' وہ بھی انوجیت کے حق میں ہو گئے' مجموعی طور پر اوگی پنڈ کا ماحول بدل چکا تھا۔

''انوجیت' جو بھی ہو جائے' میں نے رویندر سنگھ کے خاندان کو ختم کرنا ہے' بلجیت کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ اب کہاں ہے؟ دہلی کے کس ہسپتال میں ہے' یا.....'' میں نے بات ادھوری چھوڑ دی تو انوجیت بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ نہ زندوں میں ہے نہ مردوں میں۔ میرے خیال میں وہ زیادہ سزا بھگت رہا ہے۔ اپنے باپ کے پاس دہلی ہی میں ہے' مجھے تو یہی معلوم ہے' آگے رب جانے۔''

''چل ٹھیک ہے' میں پتہ کرلوں گا۔'' میں نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا تو ہرپریت نے جسپال کی طرف بڑے غور سے دیکھا' جس کی اسے سمجھ نہیں آ سکی۔

کھانے کے بعد جسپال اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس کے ذہن میں جمال تھا۔ نجانے اب وہ کہاں ہوگا' روہی میں جو ایک ساتھ وقت گزرا تھا' اس باعث جمال کی عادت سی ہوگئی تھی۔ وہ اکیلا پڑا آئندہ آنے والے دنوں کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا ہوگا۔ بلجیت کی حالت کے بارے میں جان کر نہ تو اسے افسوس ہوا تھا اور نہ خوشی' شاید وہ اسے اپنے ہاتھوں سے مارنا چاہتا تھا۔ وہ انہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ ہرپریت ایک چھوٹے سی ٹرے میں چائے کے دو مگ رکھے آ گئی۔ اس نے خاموشی سے بیڈ پر ٹرے رکھی اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔ وہ چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا' پھر بولا۔

''ہرپریت۔! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کہاں گئے تمہارے وہ دعوے' ایک گولی کھا کر تم اتنی بدل گئی ہو؟ کیا اب موت سے ڈر لگنے لگا ہے۔''

یہ سن کر وہ چند لمحے جسپال کے چہرے پر دیکھتی رہی' پھر بولی تو اس کے لہجے میں افسردگی چھلک رہی تھی۔

''جسپال! میں اب بھی ویسی کی ویسی ہی ہوں' لیکن افسوس میں ہوں کہ مجھے یہ گولی اس لیے لگی کہ میں تیرے ساتھ تھی' جس مقصد کے لیے میں زندہ ہوں' یہ گولی اس کے لیے مجھے نہیں لگی' میں اپنے مقصد سے ہٹ گئی تھی' شاید رب کو میرا یہ عمل پسند نہیں آیا۔ میں عورت ہوں' میرے بھی جذبات ہیں' میں چاہے جتنی بھی سخت ہو جاؤں' فطری طور پر محبت تو میرے اندر ہے نا۔ تیری جدائی نے مجھ پر یہ راز انکشاف کیا تو مجھے لگا میں ناکام ہوگئی۔''

''پریتی۔! میں تیری ساری باتیں مانتا ہوں' لیکن مجھے بتا' اس میں میرا دوش کیا ہے اور جہاں تک تیری ناکامی کی بات ہے تو یہ جان لے' میرا مقصد پورا ہوگیا تو میں تیرے مقصد کے لیے لڑوں گا' اس کی مجھے آگہی ہوگئی ہے۔''

''سچ جسپال' تو ''سکھی'' کے لیے لڑے گا۔'' اس نے خوشگوار حیرت سے کہا۔

''ہاں پریتی۔! مجھے لڑنا ہوگا' لیکن اس طرح نہیں جیسے یہاں کے لوگ جرم کے راستے پر چل پڑے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں انہیں جرم کے راستے پر ڈال دیا جاتا ہے۔ کوئی بھی حریت پسند تنظیم جب جرم کے راستے پر ڈال دی جائے تو نہ صرف اپنا مقصد کھو بیٹھتی ہے بلکہ وہ اپنی قوم کا نقصان کرتی ہے۔''

''میں سمجھی نہیں' تم کہنا کیا چاہ رہے ہو؟'' ہرپریت نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''دیکھ۔! اس وقت ہتھیاروں کی لڑائی بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ دشمن نے بڑے گہرے وار کر دیئے ہیں سکھ قوم پر۔ شراب کو ان کی رگوں میں ایسے ڈال دیا ہے کہ وہ اس کے بغیر زندہ رہنے کا تصور نہیں کر سکتے' گانوں کے ذریعے' فلموں کے ذریعے اور نجانے کس کس طرح ان کے اندر جواں مردی کی علامت شراب پینا بتایا گیا ہے اور سکھ قوم شراب پی رہی ہے۔ تجھے معلوم ہے پورے بھارت میں سب سے زیادہ شراب پنجاب میں پی جاتی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔ کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے سکھ قوم کو، بندوق اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ سنت جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ کا جو پیغام ہے اب سکھ نوجوان اس سے دور بھاگتے ہیں۔ تُو خود بتا' ساکا چوراسی کے نام سے کس قدر شرمنا کی محسوس کرتے ہیں۔ نام نہیں لیتے' صرف تیسری نسل کے لوگ ہیں جو انتقام کے چکر میں ہیں۔ پھر اس کے بعد کیا ہے، کچھ بھی نہیں۔''

''تمہارا مطلب ہے' پہلے سکھ قوم کی ذہن سازی کی جائے۔'' ہرپریت نے کہا۔

''تو اور کیا، سکھ قوم کی قوت جن نظریات سے تھی' وہ ختم ہو رہی ہے۔ اب دیکھو' ساکا چوراسی سکھ قوم کے خلاف ہوا' اور سکھوں کے روحانی مرکز ہرمندر صاحب میں ہوا' سکھ قوم کا قتل عام ہوا' سکھوں ہی کی عبادت گاہ میں۔ اب سکھ قوم اپنی ہی عبادت گاہ میں اس سانحہ کی یادگار نصب کرنا چاہتی ہے' ہرمندر صاحب میں' لیکن نہیں کر پا رہے' اپنی ہی عبادت گاہ میں اپنی یادگار نصب نہیں کر پا رہے پریت' وہ کون سی قوت ہے جو ایسا نہیں کرنے دے رہی۔ وہ دشمن نہیں' بلکہ اپنے ہی ہیں' ہم میں اتحاد نہیں' اس سے ہی اپنی قوت کا اندازہ لگا لو۔''

''تو بڑی مایوسی والی باتیں کر رہا ہے جسپال۔'' وہ واقعتاً مایوسانہ لہجے میں بولی۔

''جب تک بیماری کا علم نہ ہو' علاج کیسے ممکن ہوگا۔ میں تو حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ آج بھی ایک سکھ سوا لاکھ ہندوؤں پر بھاری ہو سکتا ہے' لیکن اس کے لیے بابا جی مہاراج کے خیالات کو اپنانا ہوگا۔ میں جو سوچ رہا ہوں' وہ میں تجھے بتاؤں گا' لیکن یہ زمینیں اور جائیداد میرے نام ہو جائیں۔ مایوس نہیں ہونا۔ ہم فریڈم فائٹر ہیں اور رہیں گے لیکن ہمارا اپنا انداز ہوگا' سکھ تنظیمیں جو کرتی ہیں' وہ کرتی رہیں' وہ ان کا کام ہے' ہم اپنا کام کریں گے۔''

''جسی جی' ایک بات کہوں۔'' وہ بڑے پیار سے بولی۔

''بولو۔!'' اس نے کہا۔

''تیرے لہجے اور بات کرنے میں بڑا اعتماد آ گیا ہے۔ کہاں رہا ہے تو اتنے دن۔'' اس نے پوچھا۔

''میں نے بڑی اذیت میں وقت گزارا ہے۔ کسی بھی لمحے زندگی ختم ہو سکتی تھی۔ یہ واہ گرو کی مہر ہے کہ میں اب تمہارے سامنے زندہ ہوں۔ موت کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ کر اعتماد آ ہی جاتا ہے۔'' جسپال نے کہا اور چائے کا مگ اٹھا کر لمبا سپ لیا۔ ہرپریت نے بھی مگ اٹھا کر چائی کی چسکی لی اور چند لمحے سوچتی رہی' پھر بولی۔

''ایک وقت کے لیے تو ایسا لگا تھا کہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ پر نہیں واہ گرو ہم سے کوئی کام لینا چاہتا ہے۔''

''وہ سارے کام ہو جائیں گے پر تو وہ پہلے والی ہرپریت بن جا، شوخ و چنچل۔'' جسپال نے کہا تو وہ ایک دم سے ہنس دی۔ وہ اس کی طرف دیکھتا رہ گیا پھر بولا۔

''کل صبح تیار رہنا' ہم نے جالندھر جانا ہے۔ وہاں کے پولیس چیف سے ملاقات ہے' ہو سکتا ہے ہمیں دہلی بھی جانا پڑے' اپنے سفارت خانے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو جہاں رہے گا' میں تیرے ساتھ رہوں گی جسپال۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اس کے بالکل قریب ہوگئی۔ جسپال نے بھی اسے سہارا دے دیا۔ وہ دونوں بیڈ کے سہارے لگ کر بیٹھ گئے۔ پھر خاموشی سے چائے پیتے رہے۔ مگ ایک طرف رکھ کر وہ بولی۔ ''میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ہم یوں بچھڑ کر پھر ایک ساتھ یوں بیٹھیں گے' حسرت ہی ہوگئی تھی۔''

''اب تو اپنے ذہن سے سب کچھ نکال دے۔ ساری مایوسی ایک طرف رکھ دے اور صرف یہ سوچ کہ آئندہ آنے والے دنوں میں کیا ہوسکتا ہے اور اس سے ہم نے نبرد آزما کیسے ہونا ہے۔'' یہ کہہ کر جسپال نے اسے مزید قریب کرلیا۔ وہ اس کی بانہوں میں یوں پھیل گئی جیسے برسوں سے ترسی ہوئی ہو۔ اس کا بدن ہولے ہولے کانپ رہا تھا' جبکہ جسپال اس کو حوصلہ دینے کے انداز میں تھپکی دینے لگا۔

☆ ☆ ☆

صبح میری آنکھ کھلی تو ابھی اندھیرا تھا۔ میں کچھ دیر بیڈ پر کسمساتا رہا' پھر اٹھ کر باتھ روم میں گھس گیا۔ میں فریش ہوکر یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کچن تک جاؤں اور چائے بنا کر پیوں۔ اتنے میں دلجیت کور اندر آئی' اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا' جبکہ دوسرا وہ خود پی رہی تھی۔ اس نے وہ جوس کا گلاس میری جانب بڑھا دیا تو میں نے پوچھا۔

''تجھے کیسے معلوم کہ اس وقت مجھے کچھ پینے کی طلب ہو رہی تھی۔'' یہ کہہ کر میں نے گلاس تھام لیا۔

''صبح اٹھنے کے بعد ہر بندے کو بھوک لگتی ہے۔ یہ فطری سی بات ہے۔ انار کا جوس ہے پی لو۔'' اس نے کہا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس وقت بھی وہ انتہائی مختصر لباس پہنے ہوئے تھی۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''اور تجھے معلوم ہوگیا کہ میں اٹھ گیا ہوں؟''

''یہ عمارت میرے کنٹرول میں ہے' یہاں جو ہوتا ہے' مجھے معلوم ہوتا ہے' خیر۔! تم یہ جوس انجوائے کر کے ڈرائنگ روم میں آؤ۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھ گئی' میں ہلکے ہلکے سپ لیتا ہوا کھڑکی میں آن کھڑا ہوا' باہر صبح کی سپیدی نمودار ہو رہی تھی۔ میں نے بڑے سکون سے جوس ختم کر کے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ دلجیت کور گیروں رنگ کے شلوار قمیص میں کھڑی تھی۔ سر پر دوپٹہ تھا' وہ مجھے اشارہ کر کے سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔ میں اس کے پیچھے لپکا' وہ ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی ایک سکھ گیانی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے چند نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑکے ایک طرف جبکہ لڑکیاں دوسری جانب۔ میں بھی لڑکوں والی طرف بیٹھ گیا۔ وہ تقریر کر رہا تھا کہ ایک دم خاموش ہوگیا۔ میری جانب اس نے گہری نگاہوں سے دیکھا' پھر بولتا چلا گیا۔

''برصغیر کی تاریخ کیا ہے؟ لیکن ذرا ٹھہریے۔ کیا واقعی ہم اسے تاریخ کہہ سکتے ہیں؟ یا پھر برصغیر کے حکمرانوں' سیاست دانوں' اور سورماؤں کے منہ پر پوتی ہوئی کالک۔ کسی مذہب یا مت کی اس میں تخصیص نہیں' ہر ایک نے دوسرے کی عبادت گاہوں کو گرایا۔ مسمار کیا' ملیامیٹ کر کے اپنی فتح کا اعلان کیا' کیا ثابت کرنے کے لیے؟ کیا برصغیر کی مٹی ہی ایسی ہے؟ دوسرے مذہب کی عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کا موقع نہیں ملا تو اپنے ہی مذہب کے ان لوگوں پر' جو کسی نہ کسی حوالے سے ایک دوسرے کے نظریہ سے اختلاف رکھتے ہیں' محاذ آرائی کا آغاز ہوجاتا ہے۔ گلے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کاٹے' لہو بہایا اور زندہ آگ میں جلا دیا گیا۔ انسان، جو اس دھرتی پر چلتا ہے' اسی دھرتی پر پیدا ہوا۔ کیا اس دھرتی کی مٹی اس قدر ظالم اور لہو کی پیاسی ہے کہ اسکی پیاس بجھتی ہی نہیں۔ مہابھارت سے لے کر عظیم ہجرت 1947ء تک، پھر سانحہ 1984ء تک اور پھر آج تک، اس دھرتی نے کتنا لہو پیا؟ سوال یہ ہے کہ دھرتی پیاسی ہے یا اس دھرتی پر پیدا ہونے والے انسان کی سوچ میں لہو بہانے کی پیاس ہے؟

1947ء میں برصغیر میں لکیر کھینچ دی۔ بے حساب انسانی خون بہا' ان دنوں بارشیں' اور سیلاب آنے کی وجہ سمجھ میں آئی؟ بلکہ اب بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ دھرتی کے ماتھے پر کالک کو صاف کرنے کے لیے تھا یا لہو بہانے والے ذہنوں پر سے۔ لگتا تھا کہ شاید اب اس دھرتی کے لوگ سنبھل جائیں گے..... اتنا لہو..... لیکن نہیں' لہو پھر بھی بہا' لکیر کے اس پار بھی اور لکیر کے اس پار بھی اور اب تک بہہ رہا ہے۔ آسمان حیران ہے' دھرتی پریشان ہے' یہ سب مذہب کے نام پر ہو رہا ہے؟ وہ سارے مذہب، جو امن' آشتی' اور بھائی چارے کے علمبردار ہیں۔ کیا مذہبی وچار نہیں سمجھے گئے یا پھر ہم ان اخلاقی ضابطہ حیات کو سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں؟ بہتا ہوا لہو..... اب بھی یہ سوال کر رہا ہے۔ یہ دھرتی لہو کی پیاسی ہے یا اس دھرتی پر پیدا ہونے والے انسان؟ سوال یہ ہے کہ اس سوال کا جواب ہم کس سے لیں۔ کیونکہ سب ہی اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ کوئی بھی خود کو ناحق نہیں سمجھتا۔ سبھی کے پاس دلائل کے انبار ہیں۔ اور المیہ یہ ہے کہ سبھی' اپنے اپنے مذہب سے دلائل لیتے ہیں' جو قوم بہکتی ہے وہی لہو کا خراج دیتی ہے۔ یہ تاریخ ہے۔ کیا ہم سارے مل کر یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ لہو صرف اور صرف منافقت سے بہتا ہے۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن منافق ہے..... چانکیہ کا پیروکار کون ہے؟ کون سازش کرنے کی تعلیم دیتا ہے؟ کون سا مذہب یا مت منافقت کی باقاعدہ تربیت دیتا ہے؟ جب یہ پہچان لیا جائے تو لہو بہانے والے کی سوچ بھی واضح ہو جائے گی۔ منافق، اندر سے کچھ اور ہوتا ہے اور باہر سے کچھ اور..... وہ اپنوں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور دشمن کو بھی یہی شیطانیت ہے..... اور ہمیں اس کے خلاف ہی لڑنا ہے..... یہاں معاملہ مذہب اور مت کا نہیں رہ جاتا..... بلکہ انسانیت کا ہے۔ انسان، جو سچے رب کی سوہنی تخلیق ہے۔''

گیانی کہہ چکا تو چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر کچھ دیر سکھ مت کے مطابق بات کر کے اٹھ گیا۔

ناشتے کی میز پر سبھی تھے۔ بالکل خاموش' ایک دوسرے سے اجنبی' میں نے ایک نظر سب کو دیکھا' وہ نوجوان لڑکے لڑکیاں تھے جو کچھ دیر پہلے گیانی کی بات سن رہے تھے۔ ناشتہ ختم کرتے ہی دلجیت کور نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''آپ سب لوگ صحافیوں کے روپ میں شہر میں پھیل جائیں گے۔ پورا امکان ہے کہ شہر میں جلوس نکلے گے' احتجاج ہوگا' ممکن ہے توڑ پھوڑ بھی ہو' آپ نے کرنا یہ ہے کہ احتجاجی جلوس نکالنے والے' جو چند لوگ ہوتے ہیں' ان کی تصاویر' اور ویڈیو بنانی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو عوام کو حرکت میں لائے ہیں۔''

''ظاہر ہے ان میں پولیس کے علاوہ خفیہ کے لوگ بھی ہوں گے۔ وہ بھی تو ٹریپ کرنے کے چکر میں ہوں گے۔'' ان میں موجود ایک لڑکے نے کہا جو کافی صحت مند تھا۔

''ہو سکتا ہے وہ خفیہ والے ہی جلوس نکلوائیں۔ یہی تو دیکھنا ہے' اور میرے خیال میں ہر صحافی کو چیک نہیں کیا جائے گا کہ وہ آپ لوگوں کو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹریپ کرلیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کا ابھی تک کوئی ریکارڈ کہیں پر نہیں ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے سب کی جانب دیکھا اور پوچھا۔'' کوئی سوال؟'' دل کے پوچھنے پر کسی نے کوئی بات نہیں کی تو اس نے سب کو جانے کا اشارہ کیا۔ وہ سب جا چکے تو میری طرف دیکھ کر بولی۔'' آؤ، تمہیں جالندھر شہر کی سیر کروا کر لاؤں۔''

''چلو۔'' میں نے کاندھے اُچکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ اٹھ گیا۔ ہم پورچ میں آئے تو ایک سفید رنگ کی کار وہاں کھڑی تھی۔ بلاشبہ رات والی کار کہیں ٹھکانے لگا دی گئی ہوگی۔ ہم اس کار میں بیٹھے اور چل دیئے۔ ڈرائیونگ دلجیت ہی کر رہی تھی۔ مین سڑک پر آ کر بولی۔

''جمال۔! رات سے فقط پولیس ہی نہیں' خفیہ والے پوری شدت سے قاتل کو تلاش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کئی جگہوں پر چھاپہ مارا ہے۔ اس سے ایک آئیڈیا ہو گیا ہے کہ ان کے دشمن کون ہو سکتے ہیں۔ رات بھر سے مدن لعل خود سب کی کارروائی دیکھ رہا ہے۔ اس کے اپنے بندے بھی پھیل چکے ہیں۔''

''تو سیکیورٹی ہائی الرٹ ہے۔'' میں نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

''وہ تو ہے لیکن اس ہائی الرٹ میں ہم نے ایک بندہ پار کرنا ہے جو اس وقت پارک میں جاگنگ کر رہا ہے۔''

''کون ہے وہ؟'' میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔''

''مدن لعل کا سیاسی حریف سردار نہال سنگھ۔ اب یہ مت کہنا کہ وہ بے چارہ کیوں مارا جائے گا۔ وہ بے چارہ نہیں ہے' یہ سکھ قوم کا وہ ناسور ہے جس نے سکھوں کی جوان نسل کو مروایا۔'' آخری لفظ کہتے ہوئے اس کے لہجے میں نفرت در آئی تھی۔ میں خاموش رہا۔ اس وقت مجھے عجیب سا محسوس ہوا تھا کہ میں ایسے بندے کو کیوں ماروں جس کا مجھ سے براہ راست کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ بولی۔'' اور پتہ ہے' یہ وہ بندہ ہے جو پاکستانی پنجاب میں ''را'' کی دہشت گرد کارروائیوں میں صلاح کار ہے' جو لوگ پلاننگ کرتے ہیں' یہ ان میں سے ایک ہے۔''

''پھر تو اسے اغوا کر کے.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ بولی۔

''ایسا بھی ہوگا' آگ لگ جائے تو جنگل کے بندر اپنے ٹھکانے چھوڑتے ہیں۔ ان میں طرح طرح کے جانور ہوتے ہیں۔ میں بتاؤں گی کہ وہ کون ہے' جسے اغوا کر کے تم اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہو' لیکن ابھی وہ چھپا ہوا ہے' میں بعد میں بتاتی ہوں تفصیل سے۔''

''او کے۔!'' میں نے کہا اور ارد گرد دیکھنے لگا۔ اس وقت گاڑی شہر کے طویل پل پر سے گزر رہی تھی۔ کافی جدید روپ لے لیا تھا جالندھر شہر نے۔ میں نے اپنا پسٹل دیکھا' میگزین نکال کر پھر لگایا اور سامنے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکیوں کے کالج کے سامنے سے گزری اور پھر آگے ایک پارک آ گیا۔

''وہ دیکھو سامنے سفید رنگ کی ماروتی، وہ چھوٹی گاڑی' جس کے ساتھ سیاہ گاڑی کھڑی ہے۔''

''ہاں۔! اس میں ایک گارڈ بھی بیٹھا ہوا ہے۔'' میں نے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایک گارڈ اس کے ساتھ بھی ہے' جیسے ہی پارک کے گیٹ سے باہر نکلنے والا ہوگا، اسے شوٹ کر دینا ہے۔ ہم یہاں باہر ہیں، اس طرح

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہمیں یہاں سے نکلنے میں آسانی ہوگی۔'' اس نے پلان بتایا۔ میں گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ دلجیت نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی اور قدرے بے چین ہوگئی پھر اچانک بولی۔ ''وہ دیکھو سبز اور نیلے رنگ کے ٹریک سوٹ میں جس نے سیاہ پگڑی پہنی ہوئی ہے۔''

وہ تیزی سے آ رہا تھا' میں نے اس کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ گولی اس کے سینے پر لگی تھی۔ وہ وہیں سینہ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ تب تک دلجیت کار کو گیئر لگا چکی تھی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتی ہوئی لحہ بہ لحہ دور ہوتی چلی گئی۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے کار ایک شاپنگ سینٹر کے سامنے روکی اور مجھے اترنے کا کہہ کر ایک دوسری گاڑی کی جانب بڑھی' جس میں پہلے ہی دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں' یہ وہی تھیں جنہیں میں نے ناشتے کی میز پر دیکھا تھا۔ واپسی پر بنگلہ دور تھا' یا دلجیت ہی کسی لمبے راستے سے لے کر آئی تھی' واپس آتے ہوئے کافی وقت لگ گیا۔

اس وقت میں اور دلجیت ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے۔ اس کے سامنے ایک لیپ ٹاپ تھا۔ دلجیت تصویریں نکال کر دیکھتی رہی' پھر ایک بلیک اینڈ وہائٹ تصویر کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

''پہچانو۔! ان میں وہ بندہ کون ہے' جسے ابھی شوٹ کیا ہے؟''

میں غور سے دیکھتا رہا' پھر ایک بندے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو یہ لگتا ہے۔''

''بالکل' یہی ہے' اور یہ چھ بندے بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے تین ختم ہوگئے ہیں اور چوتھا آج ختم ہوگیا ہے۔ باقی دو رہ گئے ہیں جو یہاں نہیں رہتے' ان میں سے ایک..... یہ والا..... رویندر سنگھ ہے' تمہارے دوست جسپال کا دشمن۔ ان دونوں کی تازہ تصویریں بھی دکھاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے یکے بعد دیگرے دو تصویریں دکھائیں۔ ان میں وہ بوڑھے تھے۔ ''یہ ہیں وہ دونوں.....''

''ان سب کا آپس میں کیا تعلق ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''یہ سارے ''را'' کے لیے کام کرتے ہیں اور یہ مغربی پنجاب میں کارروائیاں کروانے میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی جگہ اب مدن لعل گروپ لے رہا تھا۔ اب ان دونوں گروپس کی آپس میں لگ جائے گی اور یہ رویندر سنگھ کے لیے ایک اشارہ ہے کہ جسپال نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ جسپال کا کام نہیں انہی کا کام ہے۔''

''تم جسپال کے بارے میں جانتی ہو؟'' میں نے تشویش سے پوچھا۔

''سب کچھ' وہ جب بھارت آیا ہے' تب سے اس پر نگاہ ہے' اب اس سے بہت سارا کام لینا ہے۔''

''کیسا کام؟'' میں نے تیزی سے پوچھا۔

''یہ تو اوپر والے ہی جانیں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا' پھر تحمل سے بولی۔ ''ابھی صرف اس کو بچانا ہے' بعد کی پلاننگ کیا ہے وہ ابھی طے نہیں ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کا لہجہ عام سا تھا۔ مگر میں سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کون لوگ ہیں اور جسپال کے بارے میں اتنی گہرائی سے جاننے والی یہ کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔ یہ لوگ تو جسپال کو بلیک میل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ کہیں آسمان سے گرا اور کھجور میں اٹکنے والی بات تو نہیں ہو گئی؟ تاہم اگلے ہی لمحے میری نگاہوں میں مہر خدا بخش کا چہرہ گھوم گیا' وہ جو وسوسہ میرے دماغ میں آیا تھا' ایک دم سے ختم ہو کر رہ گیا۔

''دلجیت' میں نہیں جانتا کہ تم اس گروہ میں کیا اہمیت رکھتی ہو اور کن لوگوں سے تمہارا تعلق ہے لیکن میں.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ میری بات کاٹ کر بولی۔

''غلط مت سوچو، میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ ایک معمولی سی کارکن ہوں' مجھے یہ ساری معلومات دی گئی ہیں اور وہ بھی فقط جالندھر کی حد تک۔ یہاں کام مکمل ہوتے ہی ممکن ہیں ہم دوبارہ نہ مل پائیں۔ اس لیے جو بھی ٹاسک دیا جاتا ہے' اسے مکمل کرنا ہے' باقی فقط چار دن رہتے ہیں۔''

''ان میں کیا کرنا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''یہ آج شام پتہ چلے گا۔ اس وقت کے لیے تم آرام کر سکتے ہو' یا پھر چاہو تو میرے ساتھ وقت گزار سکتے ہو کہ تم مجھے جیت چکے ہو۔'' یہ کہہ کر اس نے قہقہہ لگا دیا۔ میں نے اس پر توجہ نہیں دی اور اس کے پاس سے اٹھنے لگا تو وہ بولی۔ ''ابھی کچھ دیر بیٹھو' میں تمہیں کچھ سمجھانا چاہتی ہوں' لیکن چلو پہلے کچھ کھا پی لیں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے دیوار کے ساتھ لگا بٹن دبایا پھر لیپ ٹاپ پر دیکھتے ہوئے بولی۔ ''کیا لو گے.....''

''جو بھی۔'' میں نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا دی اور بولی۔

''کاش میں تیرے ساتھ بہت سارا وقت گزار سکتی۔'' اس کے یوں کہنے پر میں مسکرا دیا۔

☆ ☆ ☆

پولیس چیف کے کمرے میں کافی سارے لوگ موجود تھے۔ جسپال سنگھ کا خون اس وقت کھولنے لگا جب اس نے اپنے سے کچھ فاصلے پر رویندر سنگھ کو دیکھا۔ چہرے سے انتہائی متین اور سنجیدہ دکھائی دینے والا اپنے باطن میں کیسی خباثت رکھتا تھا' یہ وہی جانتا تھا۔ اس کے ساتھ کیشو مہرہ' دلبیر سنگھ اور ہرپریت تھے' ایک بندہ جو اتاشی تھا' وہ سفارت خانے کی طرف سے وہاں موجود تھا' اس کے علاوہ وہاں چند اور لوگ بھی تھے۔ ان کے بارے میں وہ نہیں جانتا تھا' کافی دیر سے بحث و تمحیص جاری تھی۔ دونوں طرف کا موقف سن لیا گیا تھا۔ تبھی چند لمحے کی خاموشی کے بعد چیف نے جسپال کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''جسپال سنگھ جی' آپ نے کہا کہ آپ کو اغوا کر لیا گیا' لیکن اب تک آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کو کہاں سے اغوا کیا گیا' جبکہ آپ کے شواہد چندی گڑھ میں پائے گئے ہیں۔ جہاں جسبیر سنگھ کے شاپنگ مال کے سی سی کیمرے میں ویڈیو ہے آپ کی' کیا اس کی وضاحت کریں گے آپ؟''

''مجھے اوگی اور جالندھر کے درمیان اغوا کیا گیا' یہ اسی دن کا واقعہ ہے جس دن بلجیت سنگھ نے حویلی جلائی تھی' اور میرا اس سے آمنا سامنا ہو گیا تھا۔ اتنے دن تک میں انہی اغوا کاروں کے قبضے میں رہا۔'' جسپال سنگھ نے انتہائی متانت سے جواب دیا۔

''اور سی سی کیمرے میں آپ کے شواہد؟'' چیف نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔'' جسپال نے واضح انداز میں کہا۔

''آپ کو یہ یقین کیوں ہے کہ اغواء کار رویندر سنگھ جی کے لوگ تھے؟'' اس نے پوچھا۔

''وہ اپنے طور پر نجانے کون کون سی باتیں اگلوانا چاہتے تھے جو ساری کی ساری رویندر سنگھ اور رن ویر سنگھ انسپکٹر سے متعلق تھیں۔'' اس نے پرسکون انداز میں کہا۔

''تو آپ چندی گڑھ نہیں گئے۔'' اس نے پھر پوچھا۔

''میں تو نہیں گیا' اغواء کار مجھے کئی جگہوں پر لیے پھرتے رہے ہیں۔ میں تو بھارت کے بارے میں اتنا نہیں جانتا' باقی رب جانے۔'' اس نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تو کیشو مہرہ نے تحمل سے مطلع کیا۔

''دیکھیں جی' اس دوپہر جب مجھے معلوم ہوا کہ اوگی میں لڑائی ہوگئی ہے میں جالندھر سے اوگی گیا۔ راستے میں ہمیں جسپال کی گاڑی ملی' میں نے اسی دن اوگی چوکی تھانے میں رپورٹ کر دی تھی۔ یہ دلبیر سنگھ جی اور گاؤں کے چند دوسرے افراد بھی تھے۔ یہ رپورٹ آپ کے سامنے پڑی فائل میں موجود ہے۔''

''ممکن ہے پلان کے مطابق یہ جسپال سنگھ چھپ گیا ہو اور چندی گڑھ میں جسبیر سنگھ کو قتل کرنے کے بعد اب تک چھپا رہا ہو۔ یہ پلان بھی ہو سکتا ہے؟'' ایک وکیل نے دلیل دیتے ہوئے کہا تو کیشو مہرہ نے دلیل دی۔

''یہ تو پولیس اور خفیہ اداروں کی ناکامی ہوئی نا' اتنا عرصہ جسپال سنگھ کو تلاش نہیں کر سکے' اور پھر اس سے بھی پہلے' جب سے اس نے بھارت دھرتی پر قدم رکھا' تب سے مسلسل اس کے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہیں۔ اس کا پولیس نے کیا کیا؟ ہر پریت پر حملہ ہوا' کیا اس کا مجرم پکڑ کر دے دیا گیا' اس کا کیا بنا؟ یہ ایک لمبی فہرست ہے' اگر آپ ان صاحب کا موقف تسلیم کر لیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ جسپال سنگھ کا جرم ثابت کریں۔ چالان بنا کر عدالت میں پیش کریں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہم اپنی صفائی پیش کریں اور جو زیادتیاں اب تک ہوئی ہیں ان کا حساب دیا جائے۔''

''چیف صاحب۔ آپ کی پولیس نے جسپال سنگھ کی کسی درخواست پر کوئی کارروائی نہیں کی؟'' اتاشی نے سوال اٹھایا۔

''تفتیش جاری ہے۔ اور اس کا کوئی نتیجہ سامنے آتا تو کوئی واضح موقف بنتا۔'' چیف نے ڈھیلے سے انداز میں کہا تو اتاشی بولا۔

''آپ نے یا آپ کے ماتحت عملے نے تفتیش ہی نہیں کی، سچ یہی ہے۔ ایسا کیوں ہوا' اس کا جواب عدالت میں دینا ہوگا۔ ہمارے شہری کو یہاں ذہنی اذیت کے ساتھ ہراساں کیا جاتا رہا۔ یہ بھی ہم ثابت کریں گے۔ جسپال سنگھ کے اغواء پر جو رپورٹ کی گئی' اس پر آپ نے کوئی کارروائی نہیں کی اور باقی رہ گیا الزام کہ جسپال سنگھ نے جسبیر سنگھ کے شاپنگ مال میں جا کر اسے قتل کیا' سی سی کیمرے کی ویڈیو یہ منظر دکھاتی ہے تو آپ عدالت میں چالان بنائیں۔ آپ تفتیش کریں' کیوں نہیں کی اب تک' آپ کو اب تک اشتہاری قرار دے دینا چاہیے تھا' جبکہ جسبیر سنگھ کے ورثاء کی طرف سے رپورٹ تک درج نہیں کرائی گئی۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟'' اس کے یوں کہنے پر ایک دم سے خاموشی چھا گئی پھر چیف نے رویندر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ بولیں' آپ کیا کہتے ہیں؟''

''ہونا تو یہی چاہیے کہ تفتیش میں سب کچھ واضح ہو لیکن المیہ یہ ہے کہ کہیں بھی کوئی ثبوت جسپال کے خلاف نہیں' میں مانتا ہوں کہ بلجیت کے ساتھ اس کی خاصی ٹینشن رہی' جس کا نتیجہ بلجیت بھگت رہا ہے' میرے دو بیٹے بھی قتل ہو چکے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ان کے قاتل پکڑے جائیں۔ اب یہ جسپال کے اغواء والی بات ہم نہیں مانتے' آپ تفتیش کریں اور جو مجرم ہے اسے پکڑیں۔'' رویندر سنگھ نے دھیرے دھیرے اپنا موقف پیش کیا تو اتاشی نے تیزی سے کہا۔

''یہی بات تو ہم کہہ رہے ہیں۔ جسپال کو مجرم ثابت کریں یا اسے کلین چٹ دیں۔ یوں ذہنی اذیت میں نہ رکھیں۔ جسپال سنگھ کی طرف سے جو بھی رپورٹس کی گئیں ہیں اور اس کے ساتھ جو بھی سلوک ہوا ہے رویندر سنگھ خاندان کی طرف سے' اس کا بھی جائزہ لیا جائے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے' آپ لگائیں اس پر الزامات اور لیں حراست میں۔ اگر نہیں تو..... رویندر سنگھ اس کا جواب دیں۔''

''کیوں رویندر سنگھ جی' کیا آپ ان سے متفق ہیں؟'' چیف نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا' لیکن اس کے بولنے سے پہلے ہی ایک بوڑھے سکھ نے اپنی قیمتی عینک درست کرتے ہوئے کہا۔

''آپ میں سے کچھ لوگ نہیں جانتے کہ میں پنجاب کا منتری ہوں۔ مجھے خصوصی طور پر اس مسئلے کے حل کے لیے حکومت نے یہاں بھیجا ہے' میں نے دونوں طرف کے موقف سنے ہیں جس کے انوسار میں اپنی رپورٹ دے دوں گا۔ میرا وچار یہ ہے کہ رویندر سنگھ جی' اگر اپنے بیٹوں کے قتل کی ذمہ داری جسپال سنگھ پر ڈالتے ہیں تو ابھی اپنا موقف لکھیں اور دے دیں۔ جس میں واضح طور پر جسپال کو مورد الزام ٹھہرایا جائے' جس پر جسپال کو اپنی صفائی کا بھرپور موقع دیا جائے۔ پولیس اس دوران اپنی کارروائی کرے' یہی بات جسپال کے لیے ہے۔ وہ اپنا موقف دے' ثبوت دے' پولیس کارروائی کرے' رویندر سنگھ جی اپنی صفائی دیں' پھر قانون کے مطابق عمل کیا جائے۔''

''میرے خیال میں یہی بہتر رہے گا' کیا آپ دونوں اس بات پر متفق ہیں؟'' چیف نے دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا پھر چند لمحے رک کر بولا۔ ''آپ چاہے تو مشورہ کر کے پانچ منٹ بعد بتا دیں۔''

''پانچ منٹ کی ضرورت نہیں' ہم متفق ہیں۔'' کیشو مہرہ نے کہا تو جسپال نے تائید کر دی۔

''ایک دوسرا مسئلہ بھی ہے؟'' منتری نے کہا تو سارے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ''جو ہوا' سو ہوا' رویندر سنگھ جی کے بیٹوں کا قتل بہر حال بہت بڑا نقصان ہے' پولیس اپنی کارروائی جاری رکھے۔ اگر جسپال کبھی بھی مجرم ثابت ہو جاتا ہے تو اسے سزا بھگتنا ہوگی' تب تک کے لیے جسپال کو کلین چٹ ہے' اور وہ اپنے تمام معاملات ختم کر دے۔''

''میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔'' رویندر سنگھ نے کہا تو چیف نے جسپال کی طرف دیکھا' تب اس نے بھی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن اس کے لیے کوئی وقت مقرر ہونا چاہیے۔ یہ تو ساری زندگی مجھ پر تلوار لٹکانے والی بات ہے۔''

''ہاں یہ آپ کی بات درست ہے۔'' چیف نے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تین ماہ بہت ہیں۔'' منتری نے کہا۔

''اگر میرا ویزہ بڑھ گیا تو، اور میں ادھر رہا' میں وینکوور جا کر بھی اس معاہدے کا پابند رہوں گا' لیکن اگر یہ ثابت نہ کر سکے تو کیا میں اغواء کا.....''

''وہ سب تم کر سکو گے' تمہاری حویلی کا جو نقصان ہوا' وہ بھی دیں گے' باقی سب کچھ سمجھیں۔ یہ تین ماہ پولیس کو دیے گئے ہیں' آپ کی ضمانت سفارت خانہ دے گا' اور رویندر سنگھ کی ضمانت ہم حکومت والے دیں گے۔'' منتری نے کہا۔

''ٹھیک ہے' جناب' تین ماہ تک اگر میں زندہ رہا' تو میں یہاں پیش ہوں گا۔ عدالت مجھے جو بھی سزا دے گی' میں قبول کروں گا۔'' جسپال نے کہا تو چیف نے اپنے ایک اہلکار کو یہ سب رپورٹ کرنے کے لیے کہا تو ایک دم سے ماحول پرسکون ہو گیا۔ کچھ دیر بعد چائے پر چیف نے کہا۔

''شکر ہے یہ معاملہ طے پا گیا ورنہ آج شہر میں بہت ٹینشن ہے' مختلف قسم کی اطلاعیں آ رہی ہیں۔ جو بہر حال امن خراب کرنے والی ہیں۔ آج صبح ہی ایک قتل ہو گیا ہے' جس کے بارے میں میں اس میٹنگ سے پہلے مصروف رہا ہوں لگتا ہے یہ کارروائی دہشت گردوں کی ہے۔'' اس نے کہا تو ہرپریت بولی۔

''جب تک سکھ قوم کو اس کی اصل شناخت نہیں دی جائے گی' اس وقت تک یہ سلسلہ تو چلتا رہے گا۔ ظاہر ہے جتنا دبائیں گے' یہ لوگ اتنا ہی سر اٹھائیں گے' آج بھی تو ایک سکھ ہی قتل ہوا ہے۔''

''ہو سکتا ہے وہ سکھ محب وطن ہو۔ اور.....'' چیف مزید کہنا چاہ رہا تھا کہ اہلکار نے ایک کاغذ لا کر رکھ دیا' چیف نے اسے پڑھا' سب کے سامنے اس کی کاپیاں رکھ دی گئیں۔ سب نے دیکھا اور پھر دستخط ہونے شروع ہو گئے۔ تقریباً دس منٹ میں یہ کارروائی ہو گئی تو سبھی چیف کے دفتر سے باہر نکل آئے۔ سب سے پہلے منتری نکلا' پھر سیکیورٹی میں رویندر سنگھ اور اس کے حواری۔ جسپال نے اتاشی کو رخصت کیا اور وہ سب کیشیو مہرہ کے ساتھ چل دیئے۔ کار میں بیٹھتے ہی اس نے کہا۔

''لو بھئی جسپال' منتری نے تمہارا کام آسان کر دیا۔ یہ سمجھو تمہارے لیے کلین چٹ ہے۔''

''تب تک رویندر سنگھ خاندان کلین ہو جائے گا' کوئی رہے گا ہی نہیں دعوے دار.....'' جسپال نے دانت پیستے ہوئے کہا تو وہ بولا۔

''بہت سنبھل کے..... خفیہ والے اب یہ معاملہ دیکھیں گے۔'' کیشیو نے کہا تو جسپال نے اپنا سر ہلا دیا۔

☆ ☆ ☆

''حیرت ہے یار' شہر میں جس قدر ہنگامے ہونے چاہیں تھے' جتنے ہنگامی جلوس نکلنے چاہیں تھے اتنے نہیں نکلے' ایک جلوس اس کا اور ایک دوسرے کا.....'' دلجیت کور نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ ہم ڈنر لے چکے تھے اور وہ آئس کریم والی دکان پر جانے کے لیے تیار تھی۔

''شاید لوگ اب فضولیات میں نہیں پڑتے۔'' میں نے تبصرہ کیا تو اس نے کار بڑھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں' ایسی بات نہیں ہے' جب تک خفیہ والوں کی آشیرواد نہ ہو ایسا نہ ہوتا' خیر۔ یہ بھی اشارہ ٹھیک ہے' ہم نے اسی کے مطابق عمل کرنا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اب صرف ہم نے آئس کریم ہی کھانی ہے یا کچھ اور بھی کرنا ہے۔'' میں نے یونہی مزاح کے انداز میں پوچھا تو وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔

''ہمارا ٹارگٹ مدن لعل ہے اور اس کے ساتھ وہ بندہ جورویندر سنگھ کے ساتھ تھا۔ ابھی تک کوئی واضح اشارہ نہیں ملا' ورنہ اب تک کارروائی ہو چکی ہوتی۔ میری اطلاع کے مطابق صرف مدن لعل یہاں ہے۔ خیر تم کیوں دماغ کھپاتے ہو' میں ہوں نا اس کام کے لیے۔'' اس نے آخری لفظ بڑی ادا سے کہے تو میں خاموش ہو گیا لیکن میرے دماغ میں وہ دوسرا شخص پھنس چکا تھا۔ میں اس کے بارے میں معلومات چاہتا تھا مگر خاموش رہا۔ وہ مختلف سڑکوں پر گاڑی بھگائے چلی جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ خود ہی بولی۔ ''خالصتان تحریک کو صرف ہندو نے نہیں چلایا تھا' ان میں جہاں نرنکاری سکھ تھے' وہاں بہت سارے خود ساختہ امرت دھاری سکھ بھی شامل تھے جو کانگریس نواز تھے اور خود کو سیکولر کہلوانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ حکومت نے مقامی سطح پر ان کے گروپ بنا دیے تھے۔ اس پرانے گروپ کے یہ دو افراد باقی بچے ہیں۔ رویندر سنگھ اور تیج سنگھ۔ تیسرے کو آج پار کر دیا ہے۔''

''میرے خیال میں ان کو مارنے کا کیا فائدہ' وہ بات پرانی ہو گئی' اس وقت خالصتان تحریک کس سمت میں کیا کام کر رہی ہے' اس کے مخالفین ٹارگٹ ہونا چاہیے' میرے خیال میں تو وقت ضائع.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ بولی۔

''نئے لوگ انہی کے تربیت یافتہ ہیں۔ ان کے لیے جتنی مراعات آ رہی ہیں' انہی کی طرف سے' سمجھ لو کہ ایک جھٹکا دیا جا رہا ہے تاکہ وہ نئے لوگ سامنے لائیں جا سکیں۔ جو اندر ہی اندر خالصتان تحریک کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔''

''حکومت کے لیے اب خالصتان تحریک اتنا بڑا ایشیو نہیں ہے۔'' میں نے کہا۔

''ہے..... اب بھی ہے' بلکہ حکومت زیادہ خطرہ محسوس کر رہی ہے۔ اصل میں سکھ قوم کا شعور بیدار کرنے کے لیے جو بھی کوشش ہوتی ہے یہ انہی لوگوں کو گھما پھرا دیتے ہیں۔ خیر! اس پر تو دوسرے لوگ کام کر رہے ہیں' میں اپنی بات کرتی ہوں۔ مجھے مدن لعل کا ٹاسک دیا گیا ہے' تم تصور نہیں کر سکتے کہ اس کی جڑیں پاکستان کے پنجاب میں بھی پھیل رہی ہیں۔ خاص طرح کی شراب کا کاروبار تو ہے ہی' بلکہ اس کے ذریعے وہ مختلف اداروں تک رسائی بھی کر رہے ہیں۔ رب کرے' میں اس نیٹ ورک تک پہنچ جاؤں' پھر تم خود ہی دیکھنا جمال' یہ لوگ کس طرح پاکستان کے پنجابی لوگوں کو ٹارگٹ کر رہے ہیں۔''

''چلو دیکھتے ہیں۔'' میں نے آئس کریم والی دوکان قریب آتے دیکھ کر زیادہ بات نہیں بڑھائی۔ تبھی مجھے خیال آیا تو میں نے پوچھا۔

''دل۔! یہ کار کل والی ہے یا کوئی دوسری؟''

''دوسری ہے۔ کل والی تو نجانے کہاں گئی' میک اور ماڈل وہی ہے۔'' دل نے کار بند کرتے ہوئے کہا۔ اور ہم باہر نکل کر ایک میز کی جانب بڑھے۔ ہمارے بیٹھتے ہی ویٹر آ گیا۔ اور آرڈر لے کر چلا گیا۔ میں کچھ بے چینی سی محسوس کر رہا تھا۔ جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ مجھے یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ یہاں خفیہ والوں کی موجودگی نہ ہو۔ اتنا بڑا واقعہ ہو جانے کے بعد' ان کا یہاں ہونا لازمی تھا۔ دل جیت میری بے چینی بھانپ گئی تھی' اس لیے پوچھا۔

''جمال۔! کوئی پریشانی؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کے پوچھنے پر میں نے اپنی بے چینی کی وجہ بتادی اور کہا۔

''ہم پر نگاہ ہوگی' تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔''

''اسی لیے تو آئی ہوں کہ معلوم ہو جائے' پتہ چل جائے گا کہ ہم پر کوئی نگاہ رکھے ہوئے ہے یا نہیں؟''

''بڑا مان ہے خود پر۔'' میں نے طنزیہ انداز میں کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''تم سے مار کھا جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں لڑنا نہیں جانتی' وہ تو میں تمہیں جانچ رہی تھی۔ اب کی بار آمنا سامنا ہوا تو دیکھ لینا۔'' لفظ ابھی اس کے منہ ہی میں تھے کہ ایک جوڑا جو بظاہر سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا' عمریں بھی اتنی زیادہ نہیں تھیں' وہ ادھر ادھر دیکھ کر ہمارے قریب آ گئے اور معذرت خواہانہ لہجے میں بولے۔

''کیا ہم آپ کے پاس بیٹھ سکتے ہیں' مطلب' یہاں چیئرز خالی نہیں ہیں۔'' ان میں سے لڑکی نے کہا۔

''بیٹھنے کو تو بیٹھ جائیں' اس طرح نہ آپ بات کر سکیں گے اور نہ ہم۔'' دل جیت نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی نے ایک کرسی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''چلیں ہم چیئرز لے لیتے ہیں۔''

''آپ کی مرضی، خالی ہیں۔'' دل نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ وہ کرسیاں لے کر ذرا سے فاصلے پر بیٹھ گئے۔ ان کی باتیں ہمیں سننے لگیں۔ دل یونہی فرضی جھگڑے کی بات لے کر بیٹھ گئی کہ میں نے اس دن ایک لڑکی کے ساتھ وقت کہاں گزارا تھا۔ میں بھی یونہی بکواس کرتا رہا۔ آئس کریم آئی' ہم نے کھائی اور اٹھ گئے۔ میری نگاہ اس جوڑے پر ہی تھی۔ لڑکی نے فوراً ہی فون اٹھایا اور ایس ایم ایس کر دیا۔ کار اسٹارٹ کرتے ہوئے دل بولی۔

''جمال۔! گھر تک پہنچتے ہوئے ہمیں کسی جگہ بھی ٹریپ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔''

''میں بھی سمجھ رہا ہوں۔'' میں نے کہا اور ساری توجہ ادھر ادھر لگا دی۔ کار نکال کر آسانی سے نکل تو آئے' لیکن ایک گاڑی ہمارے پیچھے لگ گئی۔

''جمال وہ سفید رنگ کی وین دیکھ رہے ہو۔''

''ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔''

''انہیں بھی دیکھنے والا کوئی ہے، فکر نہ کرنا۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا سیل فون نکالا اور کسی سے انتہائی اختصار کے ساتھ صورتحال کے بارے میں بتایا اور ساری توجہ ڈرائیونگ پر لگا دی۔ وہ نارمل رفتار پر جا رہی تھی۔ جیسے ہی سنسان علاقہ آیا' سڑک پر ٹریفک نہیں تھی' لیکن اردگرد خاموش عمارتیں تھیں۔ جیسے فیکٹریاں یا بند گھر ہوتے ہیں اگر ان میں کوئی مکین ہوں بھی تو ان کا احساس نہیں ہوتا۔ ایسے میں وہ سفید ویگن نے تیزی سے کراس کیا اور ذرا سا آگے جا کر سائیڈ دبانے لگے۔ دل نے رفتار آہستہ کی' یہاں تک کہ اسے کار روکنا پڑی۔ دونوں گاڑیاں جیسے ہی رکیں' ان میں سے چار پانچ بندے باہر نکل آئے۔ بظاہر ان کے پاس کوئی ہتھیار دیکھنے کو نہیں ملا تھا۔ وہ بھی کار کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ ان میں سے ایک آگے بڑھا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ڈرائیونگ سائیڈ کی طرف سے دل جیت کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ وہ بڑے سکون سے نکلی تو میں بھی دوسری طرف سے باہر آ گیا۔ تبھی دل جیت نے ان سے پوچھا۔

''کون ہو تم لوگ' اور یوں ہمیں کیوں روکا ہے؟''

''بس ذرا سا پوچھنا ہے تم لوگوں سے، میرے خیال میں یہاں سڑک پر پوچھنا مناسب نہیں ہے' تم لوگوں کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔''

''کہاں جانا ہے' اور ایسے کیسے لے جا سکتے ہو تم ہمیں' جو بات کرنی ہے کرو' ہمیں لوٹنا ہے تو لوٹو اور جاؤ۔'' دلجیت نے کرختگی سے کہا تو ان میں سے ایک نے کہا۔

''یہ ایسے نہیں جائیں گے' انہیں لے جانا پڑے گا۔ اٹھاؤ سالی کو اور ڈالو گاڑی میں۔''

''اوئے۔! گالی مت دے' جو بات کرنی ہے کر' بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔'' میں نے کہا تو وہ بھنا کر میری جانب لپکا۔ وہ میرے منہ پر گھونسہ مارنا چاہ رہا تھا' میں ایک طرف ہٹ گیا' وہ اپنی جونک میں آگے ہوا تو میں نے کہنی پوری قوت سے اس کی ٹھوڑی پر ماری' وہ چکرا کر گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں دھما چوکڑی مچ گئی۔ تین میری طرف ہو گئے اور تین ہی دلجیت کی طرف' میں فوری طور پر اس کی طرف توجہ نہیں کر سکا' ایک گر گیا تھا' وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دو بھاگتے ہوئے میری طرف آئے' میں نے انہیں یہی تاثر دیا کہ میں نے دونوں کو پکڑنا ہے' جیسے ہی وہ قریب آئے میں بیٹھ گیا۔ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائے۔ میں اٹھ کر ان کی پشت پر آ گیا۔ وہ جیسے ہی پلٹے میں نے دونوں ہاتھ کے مکے ان کے منہ پر رسید کر دیئے۔ تب تک تیسرا میری پسلی میں ٹھوکر مار چکا تھا۔ اس نے جیسے ہی ٹھوکر مارنا چاہی' میں نے اس کی ٹانگ پکڑ لی' اپنی طرف کھینچ کر جھٹکا دیا' وہ سڑک پر جا پڑا تب تک دونوں میرے گھونسے مار چکے تھے۔ میں ان سے ذرا ہٹ کر گھوما اور ایک کے کک ماری' اس نے میری ٹانگ پکڑی تو میں اس پر گھوم کر دوسرے پر جا پڑا۔ وہ میرے نیچے تھا' میں نے اس کا سر پکڑا اور زور سے سڑک پر مارا' پھر سیدھا ہو کر اس اکیلے پر پل پڑا۔ اگرچہ اس نے بھی میرے اچھی لگائیں' اس دوران اس کی گردن میرے ہاتھ میں آ گئی۔ میں نے اسے دبوچا اور ٹانگ اس کے گھٹنے پر دے ماری وہ لڑکھڑا گیا۔ میں اسے لیتا ہوا سڑک پر آن گرا۔ اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ وہ تینوں ڈھیر ہوئے تو دلجیت کی طرف توجہ کی' وہ تینوں کے درمیان پھنسی ہوئی تھی۔ میں ان کی جانب بڑھا اور ایک کو قابو کر لیا۔ تب تک ہمارے قریب ویسی ہی ایک وین آ کر رکی' اور اس میں سے لڑکے اور لڑکیاں نکلے' پہلی نگاہ میں انہیں پہچان نہیں پایا' پھر جیسے ہی ایک میری پہچان میں آیا کہ وہ وہی تھا' جس نے ہمارے ساتھ ناشتہ کیا تھا' میں کمک آ جانے پر حوصلہ مند ہو گیا۔ وہ ان پر پل پڑے۔ دلجیت ایک طرف ہو کر بولی۔

''انہیں باندھو اور لے چلو۔''

تقریباً دو منٹ کے دورانیے میں ان سب کو باندھا' ان کی گاڑی وہیں کھڑی رہنے دی' اور اپنی گاڑی میں ڈال کر وہ سب نکل گئے' ہم بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ کچھ دیر بعد میں نے مزاح میں کہا۔

''دلجیت' ویسے تم مار اچھی کھا سکتی ہو۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں۔! مار کھانے والا ہی مار سکتا ہے' میں ان بچوں کے انتظار میں تھی۔'' اس نے عام سے انداز میں کہا۔

''ویسے اگر تمہارا میک اپ کیا ہوا ہوتا نا تو سب بگڑ گیا ہوتا اور اب تک تم بھوتنی لگ رہی ہوتی۔'' میں نے پھر ہنستے ہوئے کہا تو وہ کھل کر ہنس دی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ میں ماحول کی ٹینشن دور کرنا چاہ رہا ہوں۔

گھر پہنچنے تک زیادہ وقت نہیں لگا۔ بنگلے میں خاموشی تھی۔ ہم تیزی سے اندر گئے تو ایک لڑکی نے انگلی سے نیچے کی جانب اشارہ کیا تو دلجیت بولی۔

''سب کمینو..... اور فرینڈز کالونی..... جلدی۔''

''او کے۔!'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے پلٹ گئی اور دلجیت اندرونی طرف بڑھی۔ میں اس کے ساتھ لپکا' وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی پھر ایک دراوزہ کھول کر سیڑھیاں اترتی چلی گئی' میں بھی اس کے پیچھے تھا' نیچے کافی کھلا کمرہ تھا' ان چھ کے ساتھ وہ لڑکی اور لڑکا بھی ایک کونے میں پڑے تھے' جنہوں نے ہم سے چیئرز مانگی تھیں۔ وہ سب ہوش میں تھے۔ دیواروں کے ساتھ سب لڑکے لڑکیاں کھڑے تھے۔ دلجیت نے اس کو جا پکڑا' جس نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے جاتے ہی ایک ٹھوکر اس کے منہ پر ماری اور پوچھا۔

''اب فٹافٹ بول دے۔ کون لوگ ہو تم؟ ورنہ تم لوگ جانتے ہو' میں ماردوں گی ہر اس بندے کو جس نے زبان نہ کھولی..... بول'' یہ کہتے ہوئے اس نے زور کی ٹھوکر ماری۔

''ہم وکی سنگھ کے لیے کام کرتے ہیں۔ اس نے تمہارے بارے میں بتا کر اٹھانے کو کہا تھا۔''

''اور وکی سنگھ کون ہے؟''

''مدن لعل کا خاص آدمی۔''

''ہمیں ہی کیوں اٹھانا تھا؟''

''سارے دن کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ تو روزانہ ادھر آتی ہے' کل بھی تو قتل سے ذرا پہلے اٹھ گئی تھی اور وہ گاڑی بھی تیری ہی تھی۔''

''قتل۔! کون سا قتل..... اوہ..... وہ جونی وی پہ..... تم لوگ مجھے اس کا قاتل سمجھ رہے ہو؟'' یہ کہہ کر اس نے اپنے گلے پر ہاتھ رکھا اور بولی۔ ''قسم لے لو بھیا' میں نے اسے نہیں مارا لیکن اب تم لوگوں کو ماروں گی۔ اگر وکی سنگھ کے بارے میں نہ بتایا۔''

''شہر میں کون وکی سنگھ کو نہیں جانتا۔'' اس نے کہا تو دلجیت اس سہمی ہوئی لڑکی کی جانب بڑھی' اسے بالوں سے پکڑ کر اٹھایا اور پوچھا۔

''تو کس کے لیے کام کرتی ہے؟''

''اس بندے نے تمہارے بارے میں بتا کر کہا تھا کہ جیسے ہی یہ یہاں سے جائے' ہمیں کال یا ایس ایم ایس کر دے' اس کے لیے اس نے پانچ سو روپے دیئے تھے' اس سے زیادہ میں کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔''

''اچھا' تو لاؤ اپنا فون دو مجھے۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے لوگوں سے کہا۔ ''ان سب کی تلاشی لو' اور ان کے فون نکالو۔'' پھر لڑکی کی طرف دیکھ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر بولی۔ ''میں تمہیں ایک ہزار روپے دیتی ہوں۔ ان سب کے سامنے ننگی ہوگی، کپڑے اتار دے۔''

''نہیں بھگوان کے لیے ایسا مت کرو۔'' وہ تڑپ کر بولی۔

''اس کا مطلب ہے تو ہندو ہے۔'' پھر نجانے اس کے دماغ میں کیا آئی' اس نے لڑکی کو پکڑ لیا اور اسے لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا' کافی دھنائی کرنے کے بعد جب اس کا اپنا سانس اکھڑنے لگا تو وہ کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔ ''یہ تیرا یار بھی انہیں نہیں جانتا ہوگا۔''

اس پر اس نے نفی میں گردن ہلائی' تب تک ان چھ میں سے چار کے پاس فون نکل آیا۔ اس نے پہلے والے آدمی سے کہا۔

''بتا وکی سنگھ کا فون نمبر کیا ہے؟''

وہ تیزی سے بولنے لگا' دلجیت نے وہ نمبر ملائے' اور اسپیکر آن کر دیا۔ دوسری طرف سے کوئی تیز آواز میں چیخا۔

''اوئے اب تک' کدھر او بہن.....''

''وہ میرے قبضے میں ہیں وکی سنگھ۔'' دلجیت نے کہا۔

''اچھا تو ہے کون ہے، تو..... اور.....''

''میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں' فی الحال تو اپنا بچاؤ سوچ، تو جس بل میں بھی ہوگا ناچوہے' میں تجھے وہاں سے نکال لوں گی۔ ابھی میں ذرا ان کی سیوا کر لوں۔''

''تو جہاں کہہ میں وہیں آ جاتا ہوں' ابھی اور اسی وقت'' دوسری جانب سے وکی دھاڑا۔

''ابھی بتاتی ہوں' تھوڑا صبر کر۔ ان سے تیرا پتہ پوچھ لوں' خود آ رہی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ پھر ان کی طرف دیکھ کر بولی۔

''تم میں سے کون کون وکی سنگھ سے وفاداری نبھانے والا ہے' تاکہ میں اسے ابھی شوٹ کر دوں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے قریب کھڑے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کیا' اس نے فوراً پسٹل نکال کر دلجیت کو دے دیا۔ وہ بندھے ہوئے سارے لوگ خاموش تھے۔ تب ایک کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ ''تم بتاؤ' جو کچھ بھی جانتے ہو۔'' اس کے اتنا کہتے ہی وہ فر فر بولنے لگا۔

''وہ جیوتی چوک کے پاس رہتا ہے' وہیں قریب ہی ایک بار چلاتا ہے' شراب کا بہت بڑا کاروبار ہے اس کا۔ اس پورے علاقے میں اس کا راج ہے' اور ہم اس کے لیے کام کرتے ہیں۔ پورا گینگ ہے اس کا۔''

''مدن لعل کے ساتھ کیا تعلق ہے اس کا؟''

''میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن اتنا پتہ ہے کہ وہ جب جالندھر میں آتا ہے تو وکی سنگھ اسی کے پاس ہوتا ہے۔ مدن لعل کے قریبی سارے لوگ ہی منوہر لعل کے قاتلوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ ان میں وکی سنگھ بھی ہے جو اس کے زیادہ قریب ہے۔''

''دیکھو' ہمیں نہیں معلوم کہ منوہر کو کس نے مارا' ہم تو اپنے ہی کسی کام سے جالندھر میں ہیں' تم لوگوں نے چھیڑ کر اچھا نہیں کیا' سردار نہال سنگھ کو مارا' حالانکہ اس کا منوہر سنگھ کے قتل سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ خیر۔! بولو مدن لعل کے بارے میں کیا اور کتنا جانتے ہو۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہی کہ وہ ایک کاروباری آدمی ہے' بڑی پہنچ ہے اس کی۔'' اس نے تیزی سے کہا۔

اس کا مطلب ہے تم لوگ کچھ نہیں بتا رہے ہو۔'' یہ کہہ کر اس نے کونے میں بیٹھی لڑکی سے کہا۔'' اے تو چل ادھر آ' تیری تو میں ننگی فلم بنا کر دیتی ہوں انٹرنیٹ پر' تو جوتی سوتری بن کر میرے ساتھ جھوٹ بول رہی ہے' لے جاؤ اسے' اور ان سب کو بھی ڈالو گاڑی میں۔''

اس کے ساتھ دو لڑکے حرکت میں آئے' اور اسے اٹھا کر لے گئے۔ اور باقیوں کو ہانک کر اوپر لے جانے لگے۔

ان ساتوں کو گاڑی میں ڈال دیا گیا۔ فوکس وین میں وہ ٹھنس ٹھنسا کر آ گئے۔ سب فرش پر لیٹے تھے' ان کے اوپر ترپال ڈال دی گئی۔ وہاں موجود سب لڑکے لڑکیاں ڈرائینگ روم میں تھے۔ دلجیت نے انہیں دیکھا اور پوچھا۔

''سب کچھ نکال لیا ہے؟''

''جی.....'' ایک لڑکی نے کہا جو آتے ہی ڈرائنگ روم میں ملی تھی۔

''میں اور جمال' انہیں لے کر جا رہے ہیں' اور تم'' اس نے موٹے لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔'' کار لے کر ہمارے ساتھ آؤ' باقی سب فرینڈز کالونی' اس لڑکی کا خیال رکھنا' اس میں سے بہت سی کام کی باتیں نکالنی ہیں۔ اسے کچھ پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں پر ہے۔ بہت احتیاط سے جانا۔'' یہ کہہ کر وہ واپس مڑی اور وین کی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھی۔ میں اس کے ساتھ بیٹھا تو ہم نکلتے چلے گئے۔

شہر سے باہر ویران سی سڑک پر اس نے وین روک دی۔ پھر اونچی آواز میں کہا۔

''وکی سنگھ کا نمبر ملاؤ۔'' یہ کہہ کر اس نے انہی سے چھینا ہوا سیل فون نکالا اور نمبر پش کر دیئے۔ لمحوں میں رابطہ ہو گیا۔ تو اس نے اسپیکر آن کر دیا۔'' اوئے وکی سنگھ' تو اپنے بندوں کو بچانا چاہتا ہے تو بچا لے' میں نے چار گھنٹے کا بم لگا دیا ہے ان کی گاڑی میں اور وہ سارے بندھے ہوئے پڑے ہیں۔''

''اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میں.....''

''نکل اپنے بل سے۔ میں تو یہی چاہتی ہوں۔ اگر تو مرد کا بچہ ہے تو نکل۔ آ جا اور بچا لے اپنے بندوں کو' چار گھنٹے ہیں۔ بڑا وقت دے دیا ہے تجھے۔ اگر کہو تو مزید کم کر دیتی ہوں وقت۔'' دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے سیل فون ترپال کے اوپر پھینک دیا۔ پھر ان کی طرف منہ کر کے بولی۔'' لو بھئی۔! اب تمہاری قسمت! اب دیکھو تم بم سے مرتے ہو یا تمہارا باس وکی سنگھ تم لوگوں کو بچا لیتا ہے۔ ہم تو چلے۔'' دلجیت ڈرائیونگ سیٹ سے اتری اور زور سے دروازہ بند کیا' میں بھی اتر گیا' اتنے میں موٹا کار ہمارے قریب لے آیا۔ ہمارے بیٹھتے ہی اس نے یوٹرن لیا اور ہم وہاں سے واپس آ گئے۔

فرینڈز کالونی کے اس بڑے سارے گھر میں پہنچتے ہوئے ہمیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ راستے میں کہیں کسی نے نہیں پوچھا اور نہ ہی کہیں ہلچل دکھائی دی۔ دلجیت ان بندوں کو خواہ مخواہ نہیں مارنا چاہتی تھی' بس ایک ڈراوا دے کر چھوڑ دیا تھا' ایک خوف تھا جو ان پر طاری کر دیا تھا' وہ سیدھی اس لڑکی کے پاس گئی جو ایک کمرے میں ننگے فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بہت زیادہ خوف زدہ تھی۔ اسے دیکھتے ہی رونے لگی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیکھ لڑکی۔! اگر سچ بولے گی تو کچھ نہیں کہوں گی' چھوڑ دوں گی' جھوٹ میں برداشت نہیں کرتی۔ وہ ساتوں کے ساتوں مر چکے ہیں اور باقی بچی ہے تو، اب ساری کہانی سنا دے۔''

''میں وکی سنگھ ہی کے لیے کام کرتی ہوں لیکن مجھے اتنا زیادہ عرصہ نہیں ہوا' میں یہاں پڑھتی ہوں' صرف دولت حاصل کرنے کے لیے' اس کے چھوٹے موٹے کام کر دیتی ہوں۔ تاکہ میرا خرچ چلتا رہے' کالج میں لڑکوں کو شراب کی سپلائی میں.....''

''بکواس کرتی ہے۔ تو جھوٹ بول رہی ہے۔ ایسے نہیں مانے گی۔ تجھ پر لڑ کے چھوڑتی ہوں۔ کل تک تو تجھے سمجھ آ ہی جائے گی کہ سچ بولتی تو ٹھیک تھا۔'' یہ کہہ کر وہ واپس پلٹ گئی تو لڑکی یکدم بولی۔

''ٹھہرو'' دل رک گئی۔ ''میں مدن لعل کے لیے کام کرتی ہوں' ان سارے لوگوں کو ہینڈل کر رہی تھی۔ پورے شہر میں مختلف جگہوں پر منوہر کے قاتلوں کی تلاش جاری ہے۔ میں بھی انہی میں سے ایک.....'' یہ کہتے ہوئے وہ خاموش ہو گئی۔

''اب آئی ہو لائن پر۔ منوہر کا تو ہمیں معلوم نہیں' یہ نہال سنگھ جی کو کیوں قتل کیا؟''

''میں نہیں جانتی؟'' وہ تیزی سے بولی۔

''اچھا ٹھیک ہے' تم ادھر رہو' مجھے کچھ کام سے جانا ہے آ کر پھر تم سے باتیں کرتی ہوں۔'' یہ کہہ کر دلجیت وہاں سے چل دی۔ میں اس کے ساتھ چلتا ہوا ایک سجے سجائے کمرے میں آ گیا۔ اس نے ایک الماری سے اپنے لیے کپڑے نکالے' پھر ایک نیلی جین اور سفید شرٹ نکال کر بولی۔ ''یہ تو تیرے پورے آ جائیں گے' فریش ہو جاؤ۔ پھر بات کرتے ہیں۔''

مجھے اس کا انداز بہت برا لگ رہا تھا۔ مجھے یوں احساس ہو رہا تھا کہ جیسے مجھے یہاں صرف اس کا حکم ماننے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ وہ جو کہے میں کرتا جاؤں' جیسے کوئی کرائے کا غنڈہ کرتا ہے' میرے مقصد کی یہاں اب تک کوئی چیز دکھائی نہیں دی تھی۔ اب تک اس نے مجھ سے دو قتل کروا دیئے تھے۔ مجھے اب تک یہ سمجھ نہیں آئی تھی میں یہاں پر کیوں ہوں؟ دلجیت کا تعلق کن لوگوں سے ہے اور یہ سب کچھ کیوں کرتی چلی جا رہی ہے' میں اپنے آپ کو محض باڈی گارڈ محسوس کر رہا تھا جو حکم کا غلام ہوتا ہے۔ میرا دماغ کسی حد تک تپ گیا تھا۔ میں فریش ہو کر نکلا تو وہ اپنے سامنے چائے کے دو کپ رکھے میری منتظر تھی۔ اس نے سیاہ رنگ کی ڈریس پینٹ اور ہلکے پیلے رنگ کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ میرے بیٹھتے ہی بولی۔

''جمال۔! کوئی سوال ہے تمہارے ذہن میں تو بولو۔''

''نہیں۔'' میں نے یکسر کہہ دیا۔

''تو پھر یہ دیکھو۔!'' اس نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور میرے سامنے پھیلا دیا۔ ''یہ مدن لعل کے گھر کا نقشہ ہے' یہ جہاں جہاں کراس لگے ہوئے ہیں' یہاں اس کے سیکورٹی گارڈ ہوتے ہیں' گھر کے اندر بھی چند لوگ ہوتے ہیں۔'' پھر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے بولی۔ ''اور یہ..... یہ کمرہ مدن لعل کا ہے..... اس کا بیڈ روم..... اس کی ایک کمزوری ہے کہ وہ پیتا بہت ہے' صبح کے دو تین گھنٹے وہ ٹن ہوتا ہے اسے کوئی ہوش نہیں ہوتی۔ ہمارے دو آدمی اس کے گھر میں سیکورٹی گارڈ بن چکے ہیں اور.....''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو پھر وہ اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے؟''

''اسے مارنا نہیں ہے۔ ابھی صرف اسے اغوا کرنا ہے۔ اب تک جو سارا ماحول بنا ہے' وہ خوف کی فضا پیدا کرنے کے لیے تھا اور دوسری بات..... اس مدن لعل کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ یہ کب کہاں ہوتا ہے' منوہر کو مارنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ اسے گھیر کر جالندھر میں لایا جائے' اور وہ یہاں پر ہے۔ ایک دو دن میں اس نے پھر غائب ہو جانا ہے۔''

''ممکن ہے' وہ اب کافی دن یہاں رہے۔ اس کا بیٹا''

''وہ رک ہی نہیں سکتا۔ اس کی مجبوری ہے' اس کا چاہے سارا خاندان مر جائے۔ ایک بار ہم نے اسے تھائی لینڈ میں پکڑنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہے تھے اور جمال' ہم اسے ویسے بھی ختم کر دیں لیکن' اسے تیرے لیے پکڑا جائے گا۔''

''میرے لیے۔'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر کسی حد تک حیرت سے پوچھا۔

''ہاں۔! جب یہ قابو میں آ جائے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ یہ تیرے لیے کس قدر اہم ہے۔'' اس نے دلچسپی سے کہا تو میں کاندھے اچکا کر بولا۔

''دیکھ دلجیت' میں تو ویسے ہی تیرے لیے کام کر رہا ہوں، کیوں کر رہا ہوں؟ یہ تم بھی جانتی ہو' تم جو کہہ رہی وہ میرے لیے چارہ نہ بناؤ۔ اب بولو کرنا کیا ہے؟''

''تم کہہ سکتے ہو جمال۔! کیونکہ ابھی تجھے معلوم نہیں' خیر، اسے اغوا کرنا ہے اور پھر باقی سب لوگوں کا کام ختم۔''

''کب کرنا ہے اسے اغوا۔'' میں نے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''آج رات ہی، بلکہ رات کے بالکل آخری حصے میں۔'' اس نے میرے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا تو میں نے اگلے ہی لمحے کہا۔

''ٹھیک ہے' پلان کیا ہے؟''

میرے پوچھنے پر وہ اس کاغذ کی مدد سے مجھے پلان سمجھانے لگی۔ وہ ان دو سیکیورٹی گارڈز پر بہت بھروسہ کر رہی تھی' جو میرے خیال میں غلط تھا۔ میں نے اس کا پورا پلان سمجھ لیا۔

☆ ☆ ☆

جسپال اور انوجیت اس وقت دلبیر سنگھ کے پاس اس کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چیف کے پاس جو رویندر سنگھ کے ساتھ مفاہمت ہوئی تھی' وہ اس پر سیر حاصل بحث کر چکے تھے۔ آخر میں دلبیر سنگھ نے کہا۔

''بس پتر۔! اب تو سکون سے اپنی جائیداد کو اپنے نام کروا لے' پھر جو تیری مرضی آئے کرنا' یہاں رہنا یا پھر واپس وینکوور چلے جانا۔''

''وینکوور تو مجھے واپس جانا ہی جانا ہے' آج نہ سہی تو کل' لیکن مجھے رویندر سنگھ اور دلجیت سنگھ سے.....''

''اور چھوڑ پتر، ایویں ان سے دشمنی کو بڑھائے گا تو اپنا ہی راستہ کھوٹا کرے گا۔ ان کی اصل طاقت سیاست ہے' وہ حکومت میں ہیں' اس لیے سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کر سکتے ہیں۔ بہت ہتھکنڈے ہیں ان کے پاس۔ یہ تو وہ اپنی مجبوری میں ایسی مفاہمت کر گیا' ورنہ وہ باز نہیں آنے والے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھے۔'' دلبیر سنگھ نے تاسف سے کہا تو جسپال تیزی سے بولا۔

''وہ اب بھی باز نہیں آئیں گے باباجی۔ دیکھ لیجیے گا۔''

''ہاں' ہیں تو سانپ..... کتے اور سانپ میں فرق یہ ہے کہ کتے کو اگر روٹی ڈال دو تو وہ وفاداری کرتا ہے لیکن سانپ کو اپنے ہاتھوں سے دودھ پلاؤ گے تو وہ پھر بھی ڈنگ مارے گا۔ گھٹیا انسان کی فطرت سانپ کی طرح ہوتی ہے' لیکن تو فکر نہ کر' اب اُن کا زہر نکل گیا لگتا ہے۔''

''اگر ان کی طاقت سیاست ہے تو ہم سیاست کیوں نہیں کر سکتے۔'' جسپال نے کہا تو دلبیر سنگھ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر بولا۔

''یہ بڑا گندہ کھیل ہے پتر' یہاں بھارت میں' اور تو نہیں سمجھتا پنجاب میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اس کھیل میں کتنی منافقت ہے' کتنا لہو بہایا جاتا ہے' تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارا وینکوور نہیں ہے۔''

''بابا۔! جہاں تک ہو سکا' ہم کریں گے سیاست' اور اس کی شروعات یہیں اوگی سے کریں گے۔ آپ کو بنائیں گے یہاں کا سرپنچ' پھر دیکھیں گے کیا ہوتا ہے۔'' جسپال نے کہا تو انوجیت بولا۔

''اگر اب ہمیں موقع مل ہی گیا ہے تو کیوں نہ اس کا فائدہ اٹھائیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ بلجیت یہاں دوبارہ قدم رکھے گا اور پھر کیا یہاں کے لوگ ظلم ہی سہتے رہیں گے' کوئی ان کا خیال کرنے والا نہیں ہوگا۔ کیا آپ ان کا بھلا نہیں کر سکتے؟''

''ان کا اثر و رسوخ تو ہے نا یہاں۔ وہ کیسے برداشت کریں گے؟'' دلبیر سنگھ نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''وہ آپ کو سرپنچ بنائیں گے تو آپ بنیں گے' اس کی مہم ہم چلائیں گے' آپ ہاں کریں' باقی کام ہمارا ہے' ہم بنائیں گے اثر و رسوخ۔'' انوجیت نے کہا تو وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔

''ٹھیک ہے' جب اوگی والے بنا دیں گے تو میں بن جاؤں گا۔''

''چلیں یہ تو طے ہو گیا' لیں باباجی' ہم چلتے ہیں' کل جالندھر بھی جانا ہے' میرے خیال میں کل میرے کاغذات مجھے مل جائیں گے۔'' جسپال نے کہا اور اٹھ گیا۔

رات گہری ہو گئی تھی جب وہ واپس اپنی کوٹھی کی جانب آئے۔ رات کے لیے سیکیورٹی گارڈ موجود تھے۔ وہ گھر پہنچے تو کلجیت کور ان کے انتظار میں تھی۔ اس نے پوچھا۔

''اتنی دیر لگا دی دلبیر ویر کے پاس۔''

''بس ایک معاملہ طے کرنا تھا' وہ ہو گیا۔'' انوجیت نے کہا۔

''چلو جاؤ۔! اب سکون کرو' بہت دنوں بعد سکون سے سونا نصیب ہوگا۔'' کلجیت کور نے کہا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ دونوں وہیں بیٹھ گئے۔

''دیکھ انوجیت' مجھے اس سیاست سے کچھ نہیں لینا دینا' لیکن اگر تو چاہے تو تیری ساری راہیں ہموار ہو جائیں گی۔ نہیں تو بتا' کوئی دوسرا بندہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے تیری نگاہ میں۔''

''جسپال۔! تجھے معلوم ہے کہ میں تنظیم سے تعلق رکھتا ہوں۔ اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا' میں ان سے تفصیلی بات کرلوں' پھر میں بتاتا ہوں۔''اس نے واضح کرتے ہوئے کہا تو جسپال بولا۔

''او کے۔لیکن یہ یاد رکھنا' جب تک تم تنظیم والے سیاست میں نہیں آ جاتے اور اسمبلیوں میں نہیں پہنچ جاتے' اس طرح لڑتے رہو گے' حکومت خفیہ والوں کے ذریعے تم لوگوں کو دبا کر رکھے گی۔''

''یہ بات ہم بھی جانتے ہیں لیکن یہاں وراثتی سیاست ہے' خیر۔! ہم اپنا زور لگا کر دیکھیں گے' آگے جو قسمت۔''انوجیت نے کہا۔

''او کے' تم کرو آرام' کل نکلتے ہیں پھر۔''جسپال نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں جا پہنچا۔ جہاں دھیمی دھیمی روشنی تھی۔اس نے دیکھا' ہرپریت اس کے بیڈ پر پڑی بے خبر سو رہی ہی تھی۔ وہ آہستہ قدموں سے چلتا ہوا بیڈ کے پاس جا پہنچا' پہلے اس نے یہی سمجھا کہ اس نے جان بوجھ کر آنکھیں بند کی ہیں اور وہ سوتی ہوئی بن گئی ہے لیکن چند لمحوں بعد اسے یقین ہو گیا کہ وہ واقعتا سو رہی ہے۔جسپال نے اسے ڈسٹرب نہیں کیا' وہ فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔

کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا تو ہرپریت ایسے ہی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے گیسو تکیے پر پھیلے ہوئے تھے۔ پیازی رنگ کے شلوار سوٹ میں اس کا گلابی رنگ نکھرا نکھرا لگ رہا تھا۔اس کا آنچل کچھ سینے پر تھا اور زیادہ بیڈ پر پھیلا ہوا تھا' وہ چت لیٹی ہوئی تھی اور ہلکے ہلکے سانس لے رہی تھی۔ جسپال اسے کافی دیر تک دیکھتا رہا پھر بیڈ کی دوسری طرف یوں لیٹ گیا کہ ہرپریت کی نیند میں خلل نہ ہو۔ وہ ایک ٹک اسے دیکھتا رہا۔اس کے ذہن میں بہت سارے خیال آتے رہے۔ یہ ہرپریت تو پیار اور محبت کو فضول شے سمجھتی تھی' اب اس کی محبت میں گھر گئی تھی' کیا وہ اس کی محبت کا جواب دے پائے گا؟ یہی ایک سوال اس کے دماغ پر چھا گیا۔ جس کا جواب نہیں میں تھا' اب اس کی زندگی ایک نارمل انسان کی نہیں رہی تھی۔ وہ انتقام کی آگ میں جلتا ہوا یہاں آیا تھا۔ جسمیندر کی مدد سے اس نے تھوڑی بہت کامیابی حاصل کر لی تھی اور اس کامیابی میں ہرپریت کا پورا پورا ساتھ تھا لیکن روہی میں جانے کے بعد اس کی سوچ ہی بدل کر رہ گئی تھی۔ اب وہ محض جسپال سنگھ نہیں رہا تھا' اس کے اندر کے مقصد نے اسے پوری طرح بدل کر رکھ دیا تھا۔

رویندر سنگھ کی دشمنی تو اب بہت چھوٹی شے لگنے لگی تھی۔ وہ کسی اور ہی جہان کا راہی ہو گیا تھا' جسے راستہ تو معلوم تھا لیکن منزل کی خبر نہیں تھی۔ ایسے میں ہرپریت کا ساتھ وہ کیسے نبھا پائے گا؟ ہرپریت کے اندر جذبہ انتقام کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں تھی۔ سکھ قوم کے ہر اس گھر میں ایسا ہی جذبہ انتقام پایا جاتا ہے' جن کے آباؤ اجداد کو صرف سکھ سمجھ کر قتل کر دیا گیا تھا' سکھ نسل کشی ہو اور ان میں جذبہ انتقام نہ ہو۔ یہ غیر فطری سی بات تھی۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود وہ ایک لڑکی تھی' جس کے اپنے خواب ہوتے ہیں۔ وہ بھی محبت میں گرفتار ہو سکتی ہے۔ بدن کی پکار اسے بھی مجبور کر سکتی ہے۔ وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ ہرپریت نے کروٹ لی' پھر ایک دم سے آنکھیں کھول دیں۔

''آ گئے جسپال۔''اس نے خمار آلود لہجے میں پوچھا اور پھر اپنا آنچل سمیٹتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئی۔''کب آئے؟''

''ابھی' جب تم نے دیکھ لیا' مگر تم یہاں؟''اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں میں۔ وہ دراصل میں نے تمہیں بتانا تھا کہ جسمیندر کی کال آئی تھی۔ میں نے اس سے رابطہ کیا' وہ آن لائن تو نہیں ہوا' بہرحال اس نے کچھ میل بھیجی ہیں۔ وہ تم دیکھ لو' یہی بتانے کے لیے میں یہاں لیٹی ہوئی تھی۔''

''او کے میں دیکھتا ہوں' تم آرام کرو۔''

''نہیں میں تمہارے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھ گئی' پھر چپل پہن کر دھیمے قدموں کے ساتھ کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس نے لیپ ٹاپ اٹھایا نیٹ کا پلگ لگا ہوا تھا۔ اسے آن کیا اور اپنی میل دیکھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ میل دیکھتا جا رہا تھا' اس کی سنجیدگی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جسمیندر نے جمال کی تمام تر مصروفیات کا احوال بھیج دیا تھا۔ وہ یہ تو دیکھ کر خوش ہوا کہ اس نے آتے ہی بہت کچھ کیا' لیکن اس کے ساتھ ہی اسے بے چینی ہونے لگی کہ جسمیندر اگر جمال کے بارے میں جانتا ہے تو کوئی دوسرا بھی آگاہ ہو سکتا ہے۔ یہ اس کے لیے بڑی خطرناک بات تھی۔ وہ ایک دم سے پریشان ہو گیا۔ اس کے پاس جمال کا کوئی رابطہ نہیں تھا کہ وہ فوراً اس بارے میں اسے مطلع کر سکتا' اسے اب روہی میں ہی رابطہ کرنا تھا' تاکہ یہاں وہ جمال سے مل سکتا' وہ رابطے کی کوشش کرنے لگا۔

☆ ☆ ☆

رات کا آخری پہر شروع ہو چکا تھا' دلجیت کور پوری طرح تیار ہو کر کمرے سے باہر آ چکی تھی۔ اس نے جین' ٹی شرٹ اور جاگر پہنے ہوئے تھے۔ میں اس کے انتظار میں تھا۔ جس وقت ہم دونوں کار تک گئے تو میں نے پوچھا۔

''ہمارے کور کے لیے کوئی ہوگا؟ یا مہم میں صرف ہم دونوں ہی ہوں گے۔''

''بھیڑ نہیں چاہیے۔ ایک لڑکے اور لڑکی کو میں نے بھیج دیا ہے' بس وہی ارد گرد ہوں گے۔'' اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اسے رکھنا کہاں ہے؟ یہ تو طے ہو چکا' اگر تم ادھر ادھر ہو گئی تو مجھے راستہ نہیں معلوم۔ اس بارے میں سوچا تم نے؟'' میں نے پوچھا۔

''دیکھتے جاؤ ہوتا کیا ہے؟'' اس نے عادت کے مطابق سسپنس رکھا تو میں خاموش ہو گیا۔ میں نے اپنا پسٹل چیک کیا اور سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا دی۔

وہ نارمل رفتار سے کار لیے جا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں سیل فون تھا' جس پر بار بار اس کی نگاہ پڑتی تھی۔ میرے خیال میں وہ مدن لعل کے گھر سے کسی پیغام کی منتظر تھی۔ مجھے یہ بڑا عجیب سا لگا کہ شہر میں کہیں بھی کوئی چیک پوسٹ نہیں تھی۔ کل سے اتنے ہنگامے ہو گئے تھے لیکن پولیس کا رویہ عجیب سا تھا' مجھے اب تک کوئی گاڑی دکھائی نہیں دی تھی جو گشت پر ہو' پتہ نہیں ان کا کیا بنا ہوگا' جنہیں بم کی دھمکی دے کر سڑک پر چھوڑ دیا تھا۔ میں انہی خیالوں میں تھا کہ ایک کار تیزی سے ہمیں کراس کرتی ہوئی آگے نکل گئی۔ میری نگاہ اسی پر جم گئی۔ اس کی رفتار کم نہیں ہوئی تھی' بلکہ لمحوں میں وہ دور ہوتی ہوئی چلی گئی۔ اچانک دلجیت کور کے فون پر پیغام موصول ہوا۔ اسے پڑھتے ہی وہ بولی۔

''جمال۔! اس وقت مدن لعل سو رہا ہے' سیکیورٹی پر ایک درجن بندے ہیں اور ہم اس کے گھر سے چند فرلانگ کے فاصلے پر ہیں۔''

''تو کوئی بات نہیں' چلو پہنچو وہاں۔'' میں نے پرسکون انداز میں کہا۔ میری بات سنتے ہی اس نے پوری توجہ سڑک پر لگا دی۔ میں نے دیکھا'

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کے جبڑے بھنچ گئے تھے۔ مجھے نہیں لگا کہ وہ ایک لڑکی ہے اس وقت وہ ایسی بھوکی شیرنی لگ رہی تھی جو اپنے شکار پر جھپٹنے کے لیے بے تاب ہو۔

وہ شہر کا پوش علاقہ معلوم ہو رہا تھا' کھلی سڑکوں کے اردگرد بڑے بڑے بنگلے تھے جو درختوں اور پودوں کی بہتات میں گھرے ہوئے تھے۔ الیکٹرک پولز پر روشنی کا بہتر بندوبست تھا۔ وہ پورا علاقہ روشن تھا۔ جو کم از کم ہمارے حق میں نہیں تھا۔ اس نے دو تین سڑکیں پار کیں۔ ایک جگہ وہی کار دکھائی دی جو کچھ دیر پہلے ہمارے برابر سے تیزی کے ساتھ گزری تھی۔ تبھی دلجیت کور نے تیزی سے کہا۔

''جمال۔ اوہ سامنے..... سفید گیٹ والا گھر مدن لعل کا ہے۔''

میں نے دیکھا' دروازے کے باہر سیکیورٹی گارڈ الرٹ کھڑے تھے۔

☆.....☆.....☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY